قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني

احسن الکلام

از

جناب مولٰنا مولوی محمد عبد اللطیف صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ

مکہ مکرمہ

حسب الارشاد فیض بنیاد عالیجناب مولٰنا مولوی محمد حبیب الرحمٰن خان صاحب

رئیس بھیکن پور

باہتمام خاکسار رشید احمد انصاری

مطبع احمدی علیگڈھ میں طبع ہوکر شائع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اُس حضرت باری پاک کو | نور ایماں جسنے بخشا خاک کو
خاک کو پُر نور سر تا پا کیا | قطرۂ ناچیز کو دریا کیا

درود بے انتہا اُس سرور انبیاء پر جسکی ذات مقدس عالم کیلئے رحمت اور تمام مخلوق کے لئے باعث ہدایت ہو۔ سبحان اللہ وہ ذات مبارک جسنے اخوت اسلامی کا رشتہ قائم کرکے دشمنوں کو دوست اور دوستوں کو شیر و شکر کر دیا۔ وہ ذات اقدس جو اپنی اُمت کا عاشق اور گنہگاروں کا شفیع اور بدکاروں کا حامی۔ ہمارے دل و جان اُسپر قربان۔

اے سچے نبی کریم کے جان نثارو اگر تمھیں اپنے رسول برحق سے محبت ہے تو ہوشیار ہو جاؤ اور اپنے بھائیوں کی خبر لو اسوقت میں شیطان مردود دشمن انسان نے اُمت محمدیہ میں عجب زلزلہ ڈالا ہوا اور عجیب عجیب طرح کے ہادی اور مجدد پیدا ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی گمراہی اور مکر و فریب سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین)۔ ور ہر ایک اپنی طرف بلاتا ہوا و مسلمانوں کے جان و مال اور ایمان کو تباہ کرنا چاہتا ہے اور کتنوں کو تباہ کر دیا۔ بھائیو! اللہ تعالیٰ کی جناب میں نہایت عاجزی سے خلوص کیساتھ التجا کرو اور نفسانی اغراض سے بالکل خالی ہو کر قرآن وحدیث

حق و ناحق کے معلوم کرنے کے لیے اِس پر فکر کریں کہ جو اختلاف اِس وقت در پیش ہے بیشتر
ہمارے بزرگوں میں بھی ہوا تھا یا نہیں۔ اگر ہوا تھا تو ہمارے بزرگوں نے فریق مخالف
سے کیا برتاؤ کیا جو اُنھوں نے کیا تھا وہی ہمیں بھی کرنا چاہیئے۔ میں اسوقت اُنھیں سے
کہنا چاہتا ہوں جو دائرہ تقلید میں ہیں اور نہایت سختی سے اپنے آپ کو سُنی حنفی کہتے
ہیں آپ حضرات اسوقت میں مخالفینِ اسلام علانیہ اور پوشیدہ ہر طریقہ سے
اسلام کی بیخکنی کے درپے ہیں اور سینکڑوں تدبیریں اُس کے مٹنے کی کر رہے ہیں۔ آپکو
اُسکی کچھ فکر نہیں بلکہ باہم مسلمانوں میں شور و غل کر کے اور ایک دوسرے کو کافر و مرتد
بنا کر اسلام کے دشمنوں کو خوش کر رہے ہیں۔ اور باہمی لڑائی میں مشغول ہو کے اُنکی
تدابیر پر نہ خود غور کرتے ہو اور نہ دوسروں کو غور کرنے کی مہلت دیتے ہو بلکہ علانیہ اُس
سے روکتے ہو۔ آپ دیکھئے کہ اسلامی فرقے بھی متعدد ہیں اُن میں سے زیادہ پرخاش
اہل سنت بالخصوص حنفیوں سے رہتی ہے یہ کیا بات ہے ذرا کچھ تو انصاف کرو اگر آپ
سُنی حنفی ہیں تو اہلِ سُنت نے تکفیر کا شیوہ کسیوقت اختیار نہیں کیا۔ حضرت امام اعظم
ابو حنیفہ رح نے اہلِ قبلہ کی تکفیر سے صاف انکار کیا پھر آپ مقلد امام اعظم ہو کر کیوں اُن
کے خلاف کر رہے ہیں اگر کسی نے آپکے مشرب سے اختلاف کیا تو اُس سے اِسقدر
عداوت اور دشمنی کیوں ہو رہی ہے خدا کے لئے غریب مسلمانوں پر کچھ تو رحم کرو

مسلمانو! اختلاف تو ابتدا سے چلا آتا ہے صحابہ کرام کے زمانہ میں شیعہ۔ رافضی۔
خارجی وغیرہ پیدا ہو گئے تھے اور پھر تابعین کے وقت میں تو نہایت ترقی ہوئی مگر
اِن سب فرقوں میں اِسقدر میل جول تھا کہ باہم اُستادی شاگردی علم دین کا تعلیم و تعلم

له اِس کا ثبوت کمال الارشاد میں بخوبی دیا ہے یہ رسالہ چھپ چکا ہے ایک دوسرا رسالہ

کو غور سے دیکھو اور سلف کے طریقہ اور اقوال کو کمال تحقیق اور انصاف سے دیکھکر اپنے پیش نظر رکھو تاکہ نفس کے مکائد سے بچو اور کسی کے بہکانے میں نہ آؤ اور اگر قرآن و حدیث کے سمجھنے کی طاقت نہیں ہے تو کسی عالم دیندار کی پیروی کرو مگر یہ بھی خوب یاد رکھو کہ ایسے مقدس عالم جو پیروی کے لائق ہوں اسوقت میں بہت ہی کم ہیں۔ ہمارے بھائی یہ کہینگے کہ بعض حضرات مدعی دعوی سے پہلے خوش حال فارغ البال تھے دعوے کے بعد انھیں دقتیں پیش آئیں اور انھیں جانفشانی کرنی پڑی۔ اگر انھوں نے کسی کو بُرا کہا تو اوروں نے بھی انھیں چھوڑ نہیں دیا۔ مگر جب اس امر پر غور کرینگے کہ اللہ تعالیٰ نے طبیعتیں مختلف بنائی ہیں حرص و ہوا کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اور اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جنکے پاس کچھ ہوتا ہے انکو حرص زیادہ ہوتی ہے اور جب خوشحال حضرات کچھ علم پڑھ لیتے ہیں تو انھیں جاہ کی طلب بھی زیادہ ہوتی ہے اور تجربہ اسکا بھی شاہد ہے کہ ایسے حضرات علم میں ناقص اور کم استعداد رہتے ہیں کیونکہ طلب علم میں اسقدر محنت نہیں کرتے جسقدر غریب کرتا ہے اسلئے اُن کی علمی لیاقت انھیں جاہ حاصل کرنے کے لئے کافی نہیں ہوتی بلکہ دوسرا طریقہ انھیں اختیار کرنا ہوتا ہے۔ آسان طریقہ اسوقت میں یہ قرار پایا ہے کہ اختلاف پیدا کرکے دو گروہ کردئے یا پہلے سے اختلاف تھا اسپر زور دیدیا اور چند عوام کو ابھار کر اُن کے سرغنہ ہو گئے پھر جسقدر اُن کی خوش بیانی یا عمدہ تحریر نے زیادہ کام دیا اُسی قدر عوام زیادہ معتقد ہوئے اور اُن کی جماعت زیادہ ہوتی گئی اور اُن کی دونوں خواہشیں پوری ہونے لگیں اور مسلمانوں میں ظاہر یہ ہو رہا ہے کہ اسلام کی تائید کر رہے ہیں حقانی مسائل کو ظاہر فرما رہے ہیں۔ ہمارے بھائی مسلمان اسپر غور نہیں کرتے کہ اسوقت نازک میں مسلمانوں کا یہ اختلاف اور باہمی عداوت ہمارے مقدس مذہب اسلام کی بیخکنی کر رہی ہے جب

اسلامی حکومت کیوجہ سے قدر و منزلت بھی اُن کی بہت کچھ تھی مگر عام روش اُن کی یہ نہ تھی جو آپ لکھ رہے ہیں۔ آپ تو اپنے مُرشدوں سے پھرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ سُنا ہے بہ تحقیق سُنا ہو کہ آپ کو خاندانِ برکاتیہ مارہرہ شریف سے ارادت ہے کیا ان کے حضرات کی تحریرات پر آپکی نظر نہیں ہے۔ میں حضرت سیّد حمزہ والد و مُرشد حضرت شاہ آلِ محمد عرف اچھے میاں (قدّس سرّہ) کے خط[1] کا خلاصہ پیش کرتا ہوں۔

"فرقۂ مسلمین دو گروہ بستند یکے فقہائے اہلِ سنن کہ فرقۂ اشاعرہ از ان مستنبط و دیگر علمائے شیعہ کہ گروہے معتزلہ از ان منشعب و خلاصۂ این ہر دو زمرہ بزعم خود بل برعم علمائے منصف صوفیہ صافیہ باسند پس ہر یک مطابق مدعائے خود از کلام ربانی و احادیث حقانی سند می آرند و بران عمل میکنند از آنجا ست کہ ترتیبِ عبادت از فرائض و سنن و واجب و اعمال ظاہری و باطنی مختلف افتاد و سُنّیان باسناد صحیح بکتب سنن چون ابن ماجہ و ابی داؤد پرداختند و شیعیان باسانید کتب کافی و مشکوٰۃ الانوار در ساختند۔ و ہر یکے دلائل خود با تاویلات آیاتِ قرآنی و احادیث صحت اعمال روزینہ را مستند بآنحضرت صلوات اللہ علیہ میسازند و بہ بطلانِ دیگرے حجج بین می آرند" انتہی۔

مولانا ذرا حضرت حمزہ رحمۃ اللہ کے کلام کو ملاحظہ کیجئے۔ آپکے مرشد کے جد اعلیٰ تو سُنّی۔ شیعہ۔ معتزلہ سبکو یکساں بتا رہے ہیں بنظرِ انصاف و غور ملاحظہ کیجئے یہانتک کہ ہر ایک کے استدلال کو صحیح اور مستند کتاب اللہ و سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے فرما رہے ہیں۔ پھر آپ نے اپنے مُرشدوں کے خلاف اسقدر شور و شر کیوں پھیلا رکھا ہے اُمّتِ محمدیہ پر رحم کیجئے۔ یہ تو سُنئے آپکے پیرانِ طریقت کا مقولہ آپکو دکھا

[1] خاندانِ مارہرہ کے حالات میں ایک کتاب آثارِ احمدی ہے اُس میں یہ خط منقول ہے ۱۲

خصوصاً حدیث کا سیکھنا سکھانا باہم جاری تھا شیعہ سُنّی سے حدیث روایت کرتے تھے اور سُنّی شیعہ سے نماز میں ایک دوسرے کی اقتدا کرتا تھا یہانتک کہ اہل سُنّت کی کتابوں میں یہ مسئلہ داخل عقائد کر دیا گیا کہ ہر ایک نیک و بد یعنی فاسق مبتدع کے پیچھے نماز درست ہے پھر یہ شور و غل اہل سنت کے خلاف کیا دینداری اور دین کی تائید ہو سکتی ہے۔ آپ ہی انصاف کریں اگر آپ کو میرے دعوے کی تصدیق منظور ہے تو میں نہایت عمدہ اور پُرزور مناظرہ آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں اُسے بنظرِ انصاف ملاحظہ کریں اُس سے ہمارے بزرگوں کا طریقہ اور مخالفین سے برتاؤ کا حال بھی معلوم ہو جائیگا اور میرے قول کی صداقت بھی ظاہر ہو جائیگی۔

(مناظرۂ فاضلِ بریلوی و علامۂ دہلوی)

حُسنِ اتفاق سے فاضلِ بریلوی اور علامۂ دہلوی ایک جگہ جمع ہوئے اور بعد سلام او دوست بوس کے اسلام کی حالت اور مسلمانوں کے اختلاف کا ذکر علامۂ دہلوی نے کیا۔ فاضلِ بریلوی نے بڑے زور شور سے شیعوں۔ وہابیوں۔ غیر مقلدوں وغیرہ کی بُرائی بیان کی اور اُنپر سختی کرنے اور اُن سے علیحدہ رہنے کو ضروری اور دینداری کہنے لگے۔ اور اس طرح گفتگو شروع ہوئی۔

علامۂ دہلوی۔ مولوی صاحب! آپ اسلامی فرقوں سے برہم ہیں اور اُن سے سختی کرنے کو دینداری سمجھتے ہیں مگر اسپر بھی غور کیجئے کہ ہمارے اور آپ کے بزرگ آپ سے ہم سے ہر طرح حیثیتِ اسلامی میں و دینداری میں بہت زیادہ تھے۔

خاص اس بیان میں لکھا گیا ہے حوالا ق ودیدیہ اسوقت تک چھپا نہیں ۱۲

دعوے کرتے ہیں اور امام اعظم رح کے قول سے صاف صاف مخالفت کرتے ہیں۔ حضرت امام اعظم رح اور دوسرے ہمارے بزرگوں کے قول سے تو صاف ظاہر ہے کہ اُن کے نزدیک وہابی نیچری شیعہ۔ جو مسلمان ہو اُسکے پیچھے نماز پڑھنا درست ہو اُن سے شادی بیاہ کرنا جائز ہو۔ آپ کہتے ہیں کہ اگر وہابی مسجد میں آجائے تو مسجد ناپاک ہو گئی اُسے دھونا چاہیے۔ یہ کیا غضب ہی

فاضل بریلوی۔ معلوم ہوتا ہی کہ آپ وہابیہ وغیرہ کی تحقیقوں سے اور اُن کے خبیثہ عقائد سے واقف نہیں ہیں اسلئے اُن سے میل جول رکھتے ہیں کیا آپ کی نظر سے وہ حدیثیں نہیں گذریں جو قدریہ وغیرہ بدعتیین کی مذمت میں آئی ہیں اور اُن علماء کے اقوال ملاحظہ نہیں کیے جنھوں نے اُن سے سلام و کلام کرنے کو منع لکھا ہی۔ اگر کہئے تو میں پیش کروں۔

علامہ دہلوی۔ میں واقف نہیں ہوں کہ آپ وہابی یا نیچری کسے کہتے ہیں مگر اسکی تشریح میں بعد کو دریافت کرونگا اسوقت یہ کہتا ہوں کہ قدریہ وغیرہ کی مذمت میں جو احادیث بعض کتب احادیث میں مذکور ہیں اُسنے میں بخوبی واقف ہوں اور محدثین[۱] نے جو اُن میں نقص بیان کیا ہے اُس سے بھی واقف ہوں مگر بیان کرنیکی ضرورت نہیں سمجھتا اسوقت مقلدانہ گفتگو ہی۔ آپسے تعجب ہے کہ آپ وہابیہ کی روش اختیار کرتے ہیں۔ اگر کوئی دوسرا حدیث پر عمل کرے اور بزرگوں کے قول پر نظر کرے تو اُسے آپ وہابی

---

[۱] اگر کسی صاحب کو اُن احادیث کا زیادہ خیال ہو تو ارشاد الکملاء کا صفحہ ۳۸ و ۳۹ اور کمال الارشاد کا صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰ ملاحظہ کریں۔ نہایت عمدگی سے ان دونوں میں مختصراً اس کی تشریح کی ہے ۱۲

اب میں امام اعظم علیہ الرحمۃ کا قول آپکو دکھاتا ہوں جس سے آپکی روش کی غلطی اظہر من الشمس ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام اسلامی فرقوں میں اسقدر میل جول تھا کہ باہم شادی بیاہ برابر ہوتا تھا مرنیکے بعد ہر ایک فریق دوسرے کی نماز پڑھتا تھا یہانتک کہ ہمارے بزرگوں نے اُنکے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز بتایا اور اسقدر اسپر زور دیا کہ عقائد کی کتابوں میں اسے درج کردیا

امام اعظم رح فقہ الابسط میں فرماتے ہیں

الصلوٰۃ خلف کل امام برّ و فاجر جائزۃ فلک اجرک و علیہ وزرہ	ہر ایک امام نیک و بد کے پیچھے نماز جائز ہے تیرا ثواب تیرے لیے ہے اور اسکا گناہ اسکے ذمہ ہے۔

شرح عقائد نسفی جو درسیہ کتابوں میں داخل ہے اُس کے متن میں علامہ نسفی فرماتے ہیں یجوز الصلوٰۃ خلف کل بر و فاجر (یعنی ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز درست ہے) اور علامہ تفتازانی اُس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ علماء امت نے بلا تامل و انکار فساق و مبتدعین کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ علامہ سخاوی الفیہ عراقی کی شرح میں امام نووی سے ناقل ہیں کہ سلف[1] و خلف ہمیشہ معتزلہ وغیرہ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے ہیں اور شادی بیاہ بھی باہم ہوتا رہا ہے اور اسلامی احکام انپر برابر جاری رہے ہیں

مولانا آپ انصاف سے فرمائیے کہ آپکا قول آپکے دانش بزرگوں کے قول کے موافق ہے یا نہیں۔ لطف یہ ہے کہ آپ اپنے تئیں حنفی کہتے ہیں اور نہایت زور سے مقلد ہونے کا

[1] علامہ سخاوی کی عبارت یہ ہے۔ ومن صرح بذلک النووی فقال فی الشہادات من الروضۃ جمہور الفقہاء من اصحابنا وغیرہم لا یکفرون احداً من اہل القبلۃ وقال فی شروط الائمۃ ولم یزل السلف والخلف علی الصلوٰۃ خلف المعتزلۃ وغیرہم ومناکحتہم واجراء احکام الاسلام علیہم ۱۲

ہے اور جو اسکے خلاف کہے وہ اہل سنت کے خلاف کہتا ہے۔ اور اگر اگلے بزرگوں میں سے کسی نے ایسا کہا ہے وہ کسی مصلحت سے کہا ہوگا وہ قول حضرت امام اعظم رح اور تمام اکابر اہل سنت کے خلاف ہے اسلئے اسکی تقلید کسی طرح جائز نہیں ہے۔

فاضل بریلوی۔ آپنے شرح عقائد سے قدریہ۔ رافضی۔ خارجی کے پیچھے نماز پڑھنا تو بیان کیا مگر اسمیں یہ بھی تو لکھا ہے کہ یہ جواز اسوقت تک ہے کہ ان کی بدعت کفر کی حد کو نہ پہنچی ہو اور جب اُن کی بدعت کفر کی حد کو پہنچ جائے تو ہرگز جائز نہیں ہے اور اسوقت کے وہابی۔ نیچری۔ غیر مقلد سب کی تکفیر پر رسالے لکھے گئے ہیں اور علمائے حرمین شریفین کے فتوے ہو چکے ہیں اب فرمایئے کہ شرح عقائد کی عبارت تو آپکے مفید نہیں ہوئی بلکہ ہمارے مفید ہے یعنی اس زمانے میں جو وہابی۔ نیچری وغیرہ ہیں اُن کے پیچھے نماز جائز نہیں بلکہ انھیں مسلمان بھی نہ سمجھنا چاہیئے۔

علامہ دہلوی۔ بیشک شرح عقائد میں ایسا ہی لکھا ہے جیسا آپ کہتے ہیں میں نے اُسے آپ ہی کیلئے چھوڑ دیا تھا اب میں آپسے یہ کہتا ہوں کہ اسکا تو اقرار کرنا آپ کو ضروری ہے کہ جس فرقے کی بدعت کفر کی حد کو نہ پہنچی ہو اُس کے پیچھے نماز درست ہے اسکا اقرار آپ کریں

فاضل بریلوی۔ مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنے میں دو روایتیں کتب فقہ وغیرہ میں ہیں۔ ایک روایت امام صاحب سے یہ ہے کہ جائز نہیں ہے چنانچہ عینی نے نقل کیا ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ جائز ہے مگر مکروہ تحریمی ہے۔

علامہ دہلوی۔ سبحان اللہ میں نے تو امام اعظم رح کی خاص تصنیف سے نماز کا جائز ہونا پیش کیا ہے اور وہ بھی اسطرح کہ کوئی قید نہیں ہے کہ بدعت مکفرہ کا قائل ہو یا نہ ہو آپ اُس کے صریح خلاف روایت پیش کر رہے ہیں پھر ایسی روایت کو غلطی کے سوا اور کیا کہا جائے

غیر مقلد کہکر اسلام سے بھی خارج کر دیتے ہیں۔ اور اسلامی فرقوں کی نسبت جو برتاؤ سلف سے ایک خلف تک تمام اہل سنت کا رہا ہے اُس کے خلاف برتاؤ کرنے کے لیے آپ حدیث پر عمل کرنے کو فرما رہے ہیں۔ حیرت ہے کہ آپ کو بزرگوں سے ایسی بدگمانی ہے کہ انھوں نے عام طور پر ہمیشہ احادیث کے خلاف پر عمل کیا اگرچہ آپ زبان سے نہ کہیں مگر آپ کے قول سے ضرور یہی لازم آتا ہے جو میں نے کہا۔ الحمدللہ میں بزرگوں سے ایسی بدگمانی نہیں رکھتا بلکہ اِسے ضعف ایمانی کی نشانی سمجھتا ہوں۔

ذرا آپ غور کریں اور نہایت انصاف سے ملاحظہ فرمائیں کہ میں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں چار شاہد عادل پیش کیے ہیں سب سے اول حضرت امام اعظم رح ہیں۔ جنکی تقلید کا آپ دعوے کرتے ہیں اُن کے قول کے آگے تو بجز تسلیم کے اور کوئی چارہ آپ کو نہیں ہوسکتا۔ دوسرے ملا نسفی۔ تیسرے علامہ تفتازانی۔ چوتھے امام نووی۔ ان دونوں حضرات کے کلام سے صاف ظاہر ہے کہ عام اہل سنت اسلامی فرقوں کے پیچھے ہمیشہ نماز پڑھتے رہے ہیں کبھی تامل نہیں کیا۔ دوسرے ایک عظیم الشان امر یہ پیش کیا ہے کہ اکابر اہل سنت کے نزدیک اسلامی فرقوں کے پیچھے نماز کا جائز ہونا اور اُسے جائز سمجھنا اسقدر ضروری قرار پایا کہ عقائد کی کتابوں میں داخل کیا جسکا مطلب یہ ہوا کہ جسطرح اور عقائد کا جاننا ضروری ہے تاکہ اہل سنت اور غیر اہل سنت میں امتیاز ہو جائے اسی طرح اس مسئلے کا جاننا بھی ضروری ہے یعنی ہمارے اکابر کے نزدیک اسلامی فرقوں کے پیچھے نماز کا جائز سمجھنا اہل سنت کی ایک علامت ہو۔ شرح عقائد وہ معتبر اور مشہور کتاب ہے کہ ہندوستان میں جب ذی علم نے کتب درسیہ اوسط درجے تک پڑھی ہیں اُس نے بھی یہ کتاب پڑھی ہوگی اور یہ مسئلہ معلوم کیا ہوگا کہ مبتدعین کے پیچھے نماز درست

اِس سے بھی صاف ثابت ہوا کہ جائز ہو مگر خفیف کراہت کیساتھ اور بحر الرائق میں بھی ایسا ہی ہو یہ کراہت بھی اُسوقت ہو کہ کوئی امام پرہیزگار موجود ہو اگر کوئی امام متقی موجود نہیں ہے تو بلا کراہت فاسق اور مبتدع کے پیچھے نماز درست ہے۔

علامہ اسمٰعیل عجلونی شافعی۔ صحیح بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:۔

وانما تصح خلف المبتدعة کالرافضة والحرورية والازرقية والقدرية وسائر اهل البدع لكنه مكروه تنزيهاً ان امكن خلافه والا فهو اولى من تعطيل الجماعة وهذا مذهب الشافعية والحنفية انتهى ۱۲۔

رافضی قدریہ وغیرہ تمام مبتدعین کے پیچھے نماز درست ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے اور یہ کراہت بھی اُسوقت ہو کہ اُسکے خلاف ممکن ہو یعنی کوئی اہل سنت متقی موجود ہو اور اگر کوئی ایسا شخص وہاں موجود نہ ہو تو مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنا جماعت کے ترک کرنے سے بہتر ہے اور یہ مذہب شافعیہ اور حنفیہ کا ہے۔

غرضکہ شافعیہ بھی اِس مسئلے میں حنفیہ کے موافق ہیں اور جسطرح بحر الرائق میں ہو اُسیکو یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ اِس بیان سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ عدمِ جواز کی یا کراہت تحریمی کی روایت صحیح نہیں ہے اور اگر آپ کو اس روایت پر اصرار ہو اور محققین کے خلاف عدمِ جواز کو پھر پیش کریں تو ہم کہینگے کہ زیادہ سے زیادہ مبتدع کے پیچھے نماز کی وہی حالت

سلہ۔ صاحب بحر الرائق اُن لوگوں کا ذکر کرکے جنکے پیچھے نماز مکروہ ہے لکھتے ہیں ویکرہ الاقتداء بهم كراهة تنزيهية فان امكن الصلوة خلف غيرهم فهو افضل والا فالاقتداء اولى من الانفراد یعنی ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہِ تنزیہی ہے لہذا اگر اُن کے سوا کسی دوسرے کے پیچھے ممکن ہے تو اُسکے پیچھے پڑھنا افضل ہے اور اگر ممکن نہیں ہے تو تنہا پڑھنے سے اُن کے پیچھے پڑھنا بہتر ہے ۱۲

مولوی صاحب! کتب فقہ وغیرہ میں روایتیں تو ہر قسم کی ہیں غالباً یہ قول صحیح ہے کہ جو دعوے کر لیا جائے اور جو حکم کر دیا جائے اور کتب فقہ وغیرہ میں تلاش کیا جائے تو غالباً اسکی سند کسی نہ کسی کتاب میں ملیگی۔ پھر کیا ایسی روایتیں محققین کے نزدیک لائق توجہ اور قابل عمل ہو سکتی ہیں ہرگز نہیں خصوصاً ایسی روایت جو امام صاحب کے قول سے صریح مخالف ہو اگر امام صاحب کا رسالہ مذکورہ آپکی نظر سے نہیں گذرا کیونکہ کمیاب ہے تو کیا فقہ کی مروجہ کتابیں بھی آپنے نہیں دیکھیں۔ ملاحظہ کیجئے درمختار جو اسوقت احناف میں نہایت معتبر اور معمول بہا کتاب ہے اُس میں مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تنزیہی لکھا ہے[1] یعنی جائز ہے خفیف کراہت کیساتھ اور اُس کے شارحین علامۂ شامی۔ طحطاوی صاحب طوالع الانوار سب اُس سے متفق ہیں۔ صاحب طوالع[2] اسکا ثبوت امام محمد رح کے قول سے دیتے ہیں جب آپکی نظر ایسی مشہور اور مروجہ کتابوں پر نہیں تو آپکو مناظرہ کے میدان میں آنا زیبا نہیں اور اگر نظر ہے اور جانکر اُس کے خلاف غیر معتبر روایت پیش کر رہے ہیں تو آپ ہی فرمائیے کہ ہم آپکو کیا سمجھیں کوئی دیندار طالب حق ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اور ملاحظہ کیجئے محیط میں ہے۔

من صلی خلف فاسق او مبتدع یکون محرزا ثواب الجماعۃ ما لا ینال ثواب من یصلی خلف تقی	یعنی شخص فاسق یا بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ لے وہ جماعت کا پورا ثواب پائیگا البتہ وہ فضیلت صحیح العقیدہ اور متقی امام کے پیچھے پڑھنے میں ہوتی ہے

[1] درمختار کی عبارت یہ ہے۔ ویکرہ تنزیھا امامۃ عبد (الی ان قال) ومبتدع لا یکفر بہا۔ یہاں بھی مبتدع کے ساتھ عدم تکفیر کی قید لگائی ہے مگر اسکی شرح آئندہ آئیگی۔ ۱۲

[2] طوالع الانوار کی عبارت یہ ہے۔ ویکرہ تنزیھا فی جمیع ما سیاتی لقول محمد فی الاصل الصلوۃ خلفہم احب الی انتھی وینال فضیلۃ الجماعۃ کما فی البحر ۱۲

باایں ہمہ اُسکے جواز کا اقرار آپ نہیں کرتے امام صاحب کی ایک روایت غیر معتبر یا مئول
پیش کرتے ہیں اور بحث کرنیوالے کے پیچھے نماز کا جائز نہونا جو امام ابو یوسفؒ صاحب
اور امام اعظم رحمہ سے کتبِ فقہ میں مصرح ہے اُسپر ذرا بھی نظر نہیں کرتے بلکہ جو اسوقت
غیر مقلدین یا شیعہ بلکہ مفروضہ وہابیہ سے بحث کرے وہ بڑا مقدس اور مجدد مانا جاتا ہے
اُسکے پیچھے نماز پڑھنا موجبِ فخر سمجھا جاتا ہے اور بحث کرنیوالے کون اور کیسے ہیں وہ ہیں
جنکے نزدیک مسلمان کو کافر کہدینا ذراسی بات ہے مقابل کو دھوکا دینا فریب دینا
بڑا ہنر اور خوبی ہے مسلمان مقابل کی ذلت وخواری میں کوشش کرنا اور اُسپر افترا پردازی
کرنا اور غلط اقوال اور بُرے عقیدے جنسے وہ واقف بھی نہیں اُسکی طرف منسوب کردینا
موجبِ ثواب اور الحرب خداعۃ کا مصداق سمجھے نعوذ باللہ ایسے حضرات اگر سُنی
حنفی ہیں تو امام صاحب کی روایتِ مذکورہ کو ملاحظہ کریں کہ امام صاحب کے قول سے اُن
کی نسبت کیا ثابت ہوتا ہے میں کچھ نہیں کہونگا بجز اسکے کہ امام صاحب کے قول سے تو ظاہر
ہوتا ہے کہ یہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے پیرو نہیں ہیں۔

یہاں یہ بھی کہا گیا کہ فاسق اور مبتدع کے پیچھے نماز کا جائز ہونا حدیث سے ثابت ہے
وہ حدیث یہ ہے۔ صلوا خلف کل بر وفاجر اس حدیث کو دارقطنی روایت کرتے
ہیں اور ابوداؤد نے دوسرے الفاظ سے اس مضمون کو روایت کیا ہے۔ مُلّا
علی قاری ان دونوں حدیثوں کی نسبت کہتے ہیں۔

والحدیث منقطع ولم یدرک مکحول | کہ حدیث منقطع ہے لیکن ہمارے نزدیک یعنی
اباھریرۃ لکنہ حجۃ عندنا (شرح نقایہ) | حنفیوں کے نزدیک حجت ہے۔

علامہ شلبی زیلعی کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اس مضمون کی حدیث دارقطنی

ہوگی جو مناظرہ کرنیوالے اور اسلامی فرقوں سے بحث کرنیوالے کے پیچھے ہوتی ہے
ذرا آپ ائمہ کے کلام کو ملاحظہ کریں۔ علی قاری رح نقایہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ شمس الائمہ
حلوائی اُس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کو منع کرتے تھے جو علم کلام میں خوض کرے اور فرق
اسلامیہ مبتدعین سے بحث کرتا رہے شاید اس قول کی بنیاد امام ابو یوسف رح کی روایت
کو لکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بحث کرنیوالے کے پیچھے نماز جائز نہیں اگرچہ وہ حق پر ہو اور امام
حق کیلئے بحث کرتا ہو۔ صاحب مجتبیٰ نے اس قول کی بنیاد امام اعظم رح کی روایت کو
لکھا ہے وہ یہ ہے کہ امام صاحب نے اپنے صاحبزادے کو مناظرہ کرتے دیکھا اور منع فرمایا صاحبزادے
نے کہا کہ آپ تو مناظرہ کیا کرتے تھے اور مجھے منع فرماتے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ہم مناظرہ
کرتے تھے مگر مناظرہ کیوقت ہماری یہ حالت ہوتی تھی کہ گویا ہمارے سر پر کوئی پرند بیٹھا ہے
یہ حالت ہمیں اس خوف سے ہوتی تھی کہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے مقابل کو لغزش ہو جائے
اور تمہارا حال یہ ہے کہ مناظرہ کیوقت تم اپنے مقابل کے لغزش کی خواہش کرتے ہو اور
جسنے اپنے مقابل کے لغزش کی خواہش کی اُسنے اُسکے کافر ہونیکو چاہا البتہ اُس سے
پہلے یہ خود کافر ہوگیا۔ علم کلام کے خوض و فکر سے جو منع کیا گیا ہے وہ یہی خوض ہے اور اسی
لیے متکلم اور بحث کرنیوالے کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے یہ ہیں سے یہ روایت جو آپ کے
سامنے پیش کی یہ آپکے غور و انصاف کے لیے ذرا خیال تو کیجیے کہ مبتدع کے پیچھے
نماز کا جائز ہونا حدیث سے ثابت ہے صحابہ اور تابعین رض نے اُس کے جواز کا فتوے دیا
چنانچہ عنقریب اسکا ذکر آئیگا آخر یہ مسئلہ ایسا مہتم بالشان ہوا کہ اہل سنت کی ایک
علامت قرار پایا اور مثل عقائد اہل سنت کے عقائد کی کتابوں میں داخل کیا گیا۔ حنفی
فقہ کی کتابوں میں اسکی تصریح موجود ہے چنانچہ کتابوں کی روایتیں ابھی نقل کی گئیں

ہوں مگر عوام کے سمجھانے کے لئے کافی ہونگے۔

میں نے یہ کوئی نئی بات نہیں کہی پیشتر بھی ایسے حضرات گذرے ہیں جو مقابل کو غلط الزام دیدیا کرتے تھے اکابر نے اُنکی شکایت کی ہے چنانچہ ابن حجر نخبہ[له] کی شرح میں لکھتے ہیں:-

"تحقیق امر یہ ہے کہ ہر ایک بدعت مکفرہ سے راوی حدیث کی روایت مردود نہ ہوگی کیونکہ مقابلہ میں ہر ایک گروہ دوسرے کو بدعتی کہنے لگتا ہے۔ اور کسیوقت بڑھتے بڑھتے اپنے مخالف کی تکفیر کرنے لگتا ہے لہذا اگر عام طور پر تکفیر کا اعتبار کیا جائے تو مسلمانوں کے جتنے فرقے ہیں سب کی تکفیر لازم آئیگی لہذا لائق اعتماد یہ بات ہے کہ جو شخص ایسے شرعی امر کا منکر ہو جسکا ثبوت بتواتر ہوا ور اس کا شرعی ہونا نہایت روشن اور بدیہی ہو ایسے شخص کی روایت مقبول نہوگی"

علامہ ممدوح نے کیسی صاف بات کہی ہے۔ خیال کرنا چاہیے کہ پانسو برس پیشتر جسوقت اسلام کو بہت کچھ غلبہ تھا اُسوقت صلحا و علما پر غلط الزام دیئے جایا کرتے تھے اور اب تو فتنہ کا وقت ہے مخالفین اسلام کا زور ہے اسوقت کی تکفیر کیونکر لائق اعتبار ہو سکتی ہے۔ دشمنان اسلام نے اِس میں کوشش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا ہوگا کہ صلحا اور علما کی تکفیر کراکے عوام کو اُن سے نفرت دلائی جائے۔ الغرض ہر ایک

[له] اصل عبارت یہ ہے۔ والتحقیق انه لا یرد کل مکفر ببدعة لان کل طائفة تدعی ان مخالفها مبتدعة وقد تبالغ فتکفر مخالفیها فلو اخذ ذلک علی الاطلاق لاستلزم تکفیر جمیع الطوائف فالمعتمد ان الذی ترد روایته من انکر امرا متواترا من الشرع معلوما من الدین بالضرورة ۱۲

وغیرہ نے کئی طریقوں سے روایت کی ہی اور محققین کے نزدیک یہ روایت حسن کے
درجہ کو پہونچ گئی ہے اور ٹھیک بھی یہی ہے"
اب مکفرہ کی قید کا حال سُنئیے یعنی شرح عقائد میں لکھا ہی کہ بدعتی کے پیچھے نماز
درست ہی بشرطیکہ اُس کی بدعت کفر کی حد کو نہ پہنچی ہو اور اگر اُس کی بدعت کفر کی حد
کو پہنچ گئی ہی تو اُس کے پیچھے نماز جائز نہو گی اس قول میں ہمیں دو طرح سے کلام ہی اول یہ کہ
ہمنے اپنے دعوے کے اثبات میں حضرت امام اعظم رح کا قول پیش کیا ہی اُس میں یہ قید
نہیں ہی اگر یہ قید ضروری ہوتی تو امام صاحب ضرور بیان فرماتے جب امام صاحب
نے یہ قید نہیں لگائی بلکہ عام طور پر فاسق و مبتدع کے پیچھے نماز کو جائز فرماتے ہیں تو کیا
وجہ ہی کہ ہم امام صاحب کے قول کو چھوڑ کر علامہ تفتازانی کے قول پر عمل کریں ہم حنفی ہیں امام
صاحب کے مقلد ہیں نہ علامہ نسفی اور تفتازانی وغیرہما کے۔ دوسرے یہ کہ اس قول کے
ماننے کے لئے اور اُسپر عمل کرنے کے لیے اسکا فیصلہ ہونا ضروری ہی کہ بدعت مکفرہ کون کون
سے ہیں اگر اسوقت کی تکفیر پر نظر کیجائے تو شاید کوئی بدعت ایسی نہ رہیگی جسے مقابلہ کے
وقت مکفرہ نہ کہدیا جائے مولانا! اسکو آپ خوب سمجھتے ہونگے کیونکہ تکفیر کا آپ کو
بہت شوق ہی اگرچہ آپکے دل میں کفر بسا رہتا ہے اور اِس بات کی تلاش معلوم ہوتی
ہی کہ کیطرح اسپنے مقابل کو خصوصًا کسی بڑے شخص کو کفر کا الزام دیں اگر آپ کی بدعت
مکفرہ کو مان لیا جائے تو شاید دنیا میں کوئی بدعت ایسی نہ رہیگی جو مکفرہ نہو بشرطیکہ مقابل
میں پائی جائے اِس بنا پر نماز کے جائز ہونیکا مسئلہ بیان کرنا ہی فضول ہو گا کیونکہ
جو بدعت اُس میں ہوگی آپ اُسے کھینچ تان کر اور بالسٹروں کیطرح مقدمات
قائم کرکے اُسکا مکفرہ ہونا ثابت کردینگے اب وہ مقدمات کیسے ہی غلط اور مہمل

کہا ہو بہپر اللہ تعالیٰ جانے اور میں جا نوں شمس الدین ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اس قول کو نقل کیا ہے۔ حضرت سفیانؒ نے بہت باتیں فرمائیں مگر مکفرہ کی قید نہیں لگائی۔ آخر قول سے حضرت سفیانؒ کی قوت ایمانی اور غد اسے رابطہ کسقدر قوی معلوم ہوتا ہی حضرت ممدوح پنجگانہ نماز کو تو نمازی کے اختیار پر چھوڑتے ہیں یعنی امام اگر رافضی۔ خارجی وہابی ہو تو اختیار ہے کہ اُسکے پیچھے نماز پڑھے یا علیحدہ پڑھ لے مگر جمعہ اور عیدین کو زیادہ ضروری فرماتے ہیں۔ اِسکی وجہ اِسکے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ جمعہ اور عیدین بغیر جماعت نہیں ہوتا اور پھر اُسوقت ایک ہی جماعت بھی ہیں اگر علیحدہ جماعت کریگا تو علانیہ اختلاف پیدا ہو کر فتنہ قائم ہو جائیگا و پنجگانہ نماز میں یہ بات نہیں ہے

فاضل بریلوی سفیان ثوری کی عبارت تو یہ ہے کہ تری الصلوٰۃ خلف کل بر وفاجر یعنی ہر نیک و بد کے پیچھے نماز کو جائز جان۔ اور ظاہر ہے کہ فاجر اُسکو کہتے ہیں جو گناہ کرتا ہو یعنی نماز ترک کرتا ہے روزہ نہیں رکھتا ہے۔ فاجر کا اطلاق بدعقیدہ پر آپ نے کہاں سے نکال لیا۔

علامہ دہلوی تعجب ہے کہ آپ کو یہ بھی نہیں معلوم ہو کہ فاسق فی العقیدہ اور فاسق فی العمل دونوں کو فاجر کہتے ہیں مگر اسوقت مجھے لفظی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے کلام طویل ہوتا ہے

سلہ۔ تذکرہ کی عبارت یہ ہو۔ یا شعیب لا ینفعک ما کتبت حتی تری المسح علی الخفین وحتی تری ان اخفاء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم افضل من الجھر بہ وحتی تؤمن بالقدر وحتی تری الصلوٰۃ خلف کل بر و فاجر الی ان قال نقلت یا ابا عبد اللہ الصلوٰۃ کلھا قال لا و لکن صلوٰۃ الجمعۃ والعیدین صل خلف من ادرکت واما سائر ذلک فانت مخیر لا تصل الا من تثق بہ و تعلم انہ من اھل السنۃ ۱۲

بدعتِ مکفرہ تو اکابر کی تحقیق کے موافق لائق اعتبار نہیں ہو سکتے اب جو بدعت واقع میں
مکفر نہ تھے اُس کے ماننے والے کے پیچھے نماز جائز ہو یا نہیں اِسکی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ
آئندہ کیجائیگی مگر اسوقت نہیں یہ کہنا ہے کہ حضرت امام اعظم رح کے علاوہ اور بھی اکابر اہل
سنت نے اِس مسئلہ کو بلا قید بیان کیا ہے اور اسطرح ذکر کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ اِس مسئلے کو جاننا اور اسپر عمل کرنا نہایت ضروری امر ہے یعنی فاسق اور مبتدع کے پیچھے
نماز جائز ہے اِسکے ثبوت میں چند اکابر سلف کے قول نقل کرتا ہوں۔

پہلا قول۔ حضرت سفیان[1] ثوری رح جو نہایت مشہور اکابر میں ہیں اور اہل سنت کے
امام اور ائمہ مجتہدین میں ہیں اُن سے شعیب بن جریر نے دریافت کیا کہ مجھے ایسی بات
بتائیے کہ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ کے روبرو مجھے فائدہ دے حضرت سفیان رح نے
چند عقائد لکھوائے پھر فرمایا کہ اے شعیب یہ لکھا ہوا مجھے اُسوقت تک مفید نہوگا جب
تک تو موزوں کے مسح کو جائز نہ جانے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے آہستہ پڑھنے کو افضل
نہ سمجھے اور تقدیر پر ایمان نہ لائے۔ اور ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز کو جائز نہ جانے
شعیب نے پوچھا کہ کُل نمازیں اُن کے پیچھے پڑھے۔ حضرت سفیان رح نے جواب
دیا کہ نہیں لیکن جمعہ اور عیدین کی نماز ہر ایک کے پیچھے پڑھو باقی اور نمازوں میں
تمھیں اختیار ہے کہ جب تک تم امام کو سُنّی نہ جان لو اس وقت تک اُس کے
پیچھے نہ پڑھو۔ اِس کے بعد حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ جب تو اللہ تعالےٰ کے
روبرو کھڑا ہو اور اللہ تعالےٰ اِن امور کو دریافت کرے تو کہدیجیو کہ سفیان نے ایسا

---

[1] کان اماماً فی علم الحدیث وغیرہ من العلوم واجمع الناس علی دینہ وورعہ وزھدہ وثقتہ وھو احد الائمۃ المجتہدین ولد ۹۵ھ ومات ۱۶۱ھ ۔۱۲ ابن خلکان

امامت انھیں باغیوں کے اختیار میں تھی ان ایام میں عبد الرحمن بن عدیس اور کنانہ
بن بشیر نے نماز پڑھائی - پہلا باغیوں کا سرگروہ تھا اور دوسرا خارجیوں کا مقتدا
اُسوقت عبد اللہ بن عدی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا آپ
تو اس حال میں ہیں اور امام ایسے لوگ ہیں (جنکا ذکر اوپر ہوا) اور ہم اُن کے پیچھے
نماز پڑھنا اچھا نہیں سمجھتے آپ کیا فرماتے ہیں - حضرت عثمان رضی اللہ نے فرمایا -
الصلوٰۃ احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معھم واذا اساؤا
فاجتنب اساءتھم - یعنی لوگوں کے عمدہ ترین کاموں میں نماز ہی لہذا جسوقت لوگ
عمدہ کام کریں تو تو بھی اُن کے ساتھ کر اور جب برا کام کریں تو اُن کی برائی سے پرہیز کر
اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ حکم کہ جب لوگ
نیک کام کریں تو تم بھی اُن کے ساتھ کرو عام ہے کوئی قید آپنے نہیں فرمائی - اور خاصکر
باغی اور خارجی کی امامت کی نسبت دریافت کیا گیا تھا مگر آپنے ذرا بھی تامل نہیں
کیا جس سے کچھ کراہت ہی کی بو پائی جاتی حضرت ممدوح خلفاء راشدین میں ہیں -
جنکی نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے - علیکم بسنتی وسنۃ
الخلفاء الراشدین من بعدی - یعنی اُمت محمدیہ سے خطاب ہے کہ تم میری سنت کو
پکڑو میرے طریقے پر چلو اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت اختیار کرو - حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ سنت قولی تو اہل سنت کے لئے واجب الاتباع ہو گئی
اب جو اس صاف وصریح حکم کو نہ مانے تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ آپ کے نزدیک اہل سنت
میں داخل ہوگا یا نہیں - اسوقت میں جو غیر مقلدین کے ہمراہ نماز پڑھنے کو منع کیا جاتا
ہے اور نہایت نامشروع اور غیر مہذب طریقہ برتا جاتا ہے اُس کے لیے یہ عذر کیا جاتا ہی

حضرت سفیانؒ کے آخر قول سے نہایت صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فاجر سے مُراد یا تو بدعقیدہ ہے یا عام ہے بدعقیدہ اور فاسق دونوں کو شامل ہے جو عبارت حاشیہ پر میں نے نقل کردی ہے اُسکا آخری جملہ یہ ہے وتعلواقہ من اہل السنۃ یہ جملہ صاف میرے دعوی کی شہادت دیتا ہے۔

دوسرا قول۔ امام الاولیاء حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا چاہیے یا نہیں آپنے فرمایا پڑھو اس کی بدعت کا گناہ اوسکے ذمہ ہے۔ یعنی اس کے بدعقیدہ ہونے کی وجہ سے تمھاری نماز میں کوئی خرابی نہیں آئیگی ملاحظہ کیجئے جسطرح حضرت سفیانؒ نے کوئی قید نہیں لگائی اسیطرح حضرت حسن بصریؒ بھی بلاقید ہر بدعتی کے پیچھے نماز کو جائز فرماتے ہیں یہ نہیں فرماتے ہیں کہ اگر بدعت مکفرہ کا قائل نہیں ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھو۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ایک باب خاص اسلئے باندھا ہے کہ مبتدع کے پیچھے نماز جائز ہے اُسی باب میں حضرت حسنؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ علامہ عینی اسکی شرح میں لکھتے ہیں کہ سعید بن منصور نے حضرت عبداللہ بن مبارک کے ذریعے سے اس قول کو روایت کیا ہے۔

غور کیا جائے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ صرف اکابر امت ہی میں نہیں ہیں بلکہ اکثر سلاسل اولیاء اللہ کے سرگروہ ہیں وہ بلا تامل اور بلا قید مبتدع کے پیچھے نماز کو جائز فرماتے ہیں۔ اور امام بخاریؒ بھی اُسپر کچھ اضافہ نہیں کرتے پھر کیا وجہ ہے کہ ان اکابر کی تقلید نہ کیجائے اور متاخرین کے قول کا اعتبار کیا جائے۔

تیسرا قول حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب باغیوں نے گھیر لیا تھا اور مسجد نبوی کی

لہ اصل عبارت علامہ عینی اسطرح لکھتے ہیں۔ کان الحسن البصری سئل عن الصلوۃ خلف المبتدع فقال صل وعلیہ بدعتہ۔

علامہ دہلوی - آپنے بلا تأمل کے مجھے الزام دیا پھر ملاحظہ کیجئے - میںنے اوّل امام اعظمؒ کا قول پیش کیا ہے اُسمیں کوئی قید نہیں ہے - امام نووی فرماتے ہیں کہ سلف سے لیکر خلف تک سب معتزلی وغیرہ کے پیچھے نماز پڑھتے آئے ہیں یہاں عام اکابر کا فعل منقول ہے اور کسی قید کا ذکر نہیں ہے - پس حنفی کے لئے تو حضرت امام اعظمؒ کا قول کافی ہوا ور یہاں تو اور اکابر کے اقوال بھی اُسی کے مطابق ہیں اب اگر متأخرین کا قول اُسکے خلاف ہے تو اُسی کی طرف ہمیں توجہ کرنیکی ضرورت نہیں ہے - اسکے علاوہ میرے بیان سے شارح عقائد کا قول غلط نہیں ہوا بلکہ صحابہ اور تابعین کے قول سے اُس کی تائید ہوگئی - البتہ اُس قول میں جو ایک قید تھی بزرگان دین کے قول سے اُسکا ثبوت نہیں ہوا - کسی کے کلام میں اگر کوئی لفظ یا کوئی قید خلاف تحقیق ثابت ہو جائے اور باقی کلام تحقیق کے موافق ہو تو سارے کلام کو غلط اور خلاف تحقیق نہیں کہہ سکتے - اکثر بزرگوں کے کلام میں ایسا موجود ہے اور سب کے نزدیک انکا کلام مستند اور لائق اعتبار ہے - آپکا یہ کہنا کہ تمام کتب فقہ وغیرہ میں جواز کے لیے یہ قید لگائی ہے کہ بدعت مکفرہ کا قائل نہو صحیح نہیں ہے - بعض کتابوں میں یہ قید ہے بعض میں نہیں ہے - مثلاً کنز جو فقہ کی معتبر کتاب ہے اُسمیں یہ قید نہیں ہے اور جب تک کسی امام اور مجتہد سے یہ قید ثابت نہو تو دوسروں کے قول کا ماننا ہمیں ضرور نہیں ہے کتب فقہ وغیرہ میں بہت سی اہل قبلہ کی تکفیر کی گئی ہے پھر اہل تحقیق یہی کہتے ہیں کہ چونکہ یہ تکفیر مجتہدین کا قول نہیں ہے اسلئے اور مشائخ کا کہنا لائق اعتبار نہیں ہے بحر الرائق وغیرہ ملاحظہ ہو - اسکے علاوہ مکفرہ کی قید کا بے ضرورت اور خلاف تحقیق ہونا تو اکابر صحابہ اور تابعین کے قول سے ثابت کر دیا - اب اگر آپکے نزدیک صحابہ اور تابعین جو اکابر اولیاء اللہ میں ہیں انکا قول کافی نہیں ہے تو میں اور بھی کافی ثبوت اسکا دیسکتا ہوں

کہ وہ مسجد میں اگر بکا لینگے اسے بجائیو ذرا غور تو کرو یہ بلوائی اور خارجی جو خلیفہ برحق پر چڑھ آئے تھے اُن کے ظلم اور اغوا کی کوئی انتہا تھی مسلمانوں کو اغوا ہی کر کے خلیفہ برحق سے پھیرا انپر چڑھائی کی انجام کار انھیں شہید کیا جب تک وہ وہاں تھے نکالنا انکا کام تھا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رہ سے یہ نہیں فرمایا کہ تم اُن کی جماعت میں شریک نہ ہو اُن کے پاس نہ جاؤ علیحدہ جماعت کرلیا کرو یا تنہا پڑھ لیا کرو۔

مولنا ذرا غور تو فرمائیے کہ جب یہ حضرات مقتدائے اُمّتِ محمدیہ اور سرگروہ اولیاء اللہ بلا قید رافضی۔ خارجی وغیرہ کے پیچھے نماز کو جائز فرماتے ہیں اور انھیں میں حضرت امام اعظم رح بھی داخل ہیں جنکے ہم مقلد ہیں پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ کسی قید کو اضافہ کر کے مشکل میں پڑ جائیں اور نفسانی علما کے لیے ایک ظاہری عذر پیدا کردیں۔ مولنا ان اولیاء اللہ کے اقوال کو دیکھئے اور اسوقت کے برتاؤ کو ملاحظہ فرمائیے کہ خلاف مذہب والا مسجد سے نکال دیا جاتا ہے۔ پھر ان نکالنے والوں کو اہل سنت اور حنفی ہم کیونکر خیال کریں جنکا فعل کابرا اہل سنت کے صریح خلاف ہے۔

فاضل بریلوی۔ آپنے تو تقریر خوب کی اس تقریر سے آپکی نظر بہت وسیع معلوم ہوتی ہے حاصل یہ ہوا کہ شارح عقائد کا قول غلط ہے آپ ہی نے وہ قول اپنے دعوے کی سند میں پیش کیا تھا پھر آپ ہی اُسے غلط ثابت کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ تمام کتب فقہ وغیرہ میں یہ قید مذکور ہے یعنی مبتدع کے پیچھے اُسوقت نماز کو جائز لکھا ہو کہ اُس کی بدعت کفر کی حد کو نہ پہنچی ہو پھر یہ تمام کتابیں غلط ہو جائینگی ذرا سوچ سمجھ کر اعتراض کیجئے شارح عقائد نے جو قید لگائی ہے اُس کے صحیح ہونے میں کلام نہیں ہے۔

الاعتقاد فلا یرد انہ لو ارید الخلود فیھا فھو خلاف الاجماع فان المؤمنین لا یخلدون فی النار ابداً احد۔
(شرح عقائد جلالی)

یہ شبہ کرے کہ اگر جہنم میں جانے سے مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ جہنم میں رہینگے تو یہ اجماع کے خلاف ہے کیونکہ امت محمدیہ کے کل فرقے مسلمان ہیں فرقے نہیں ہیں اور مسلمانوں کو دائمی جہنم نہیں ہوگا تو اسکا جواب یہ ہوگیا کہ ان بہتر فرقوں کا جہنم میں جانا بدعقیدہ ہونیکی وجہ سے ہوگا اور بہتر وہ ہیں جو بدعقیدہ ہیں تو جتنا جہنم میں جائیگا

غرضکہ حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بہتر فرقوں کے لیے دائمی جہنم ہے بلکہ یہ غرض ہی کہ بدعقیدہ ہونیکی وجہ سے اور گنہگاروں سے زیادہ جہنم میں رہینگے یہ تو شارح عقائد کا مطلب ہوا اور اگر غور و انصاف سے حدیث کو دیکھا جائے تو زیادتی اور کمی کچھہ ثابت نہیں ہوتی بلکہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی میرے عقائد اور اعمال اور میرے اصحاب کے عقائد اور اعمال پر ہے اُس پر جہنم حرام ہے اور جو کوئی اُن سے کسی قدر ہٹا ہو وہ جہنم کا مستحق ہے خواہ عقائد میں ہٹا ہو یا عمل میں یہ ایسا صاف مطلب ہے کہ اس پر کوئی اعتراض ہے نہ تاویل کی ضرورت ہے۔ غرضکہ شرح عقائد سے معلوم ہوا کہ کل اہل قبلہ کے مسلمان ہونے پر اتفاق ہے امت محمدیہ میں جتنے مبتدعین ہونگے وہ انھیں بہتر فرقوں میں داخل ہیں اور یہ مسئلہ اجماعی ہوا کہ اُن میں کوئی فرقہ کافر نہیں ہے اور جب کافر نہیں ہے تو ہر ایک فرقہ کے پیچھے نماز جائز ہوئی۔

الحاصل جسطرح بعض اکابر صحابہ اور تابعین کے قول سے شارح عقائد کی وہ قید فضول ٹھہرتی ہے اسی طرح ائمہ مجتہدین خصوصاً ہمارے امام صاحب رح کے قول سے بھی اس قید کی حاجت نہیں معلوم ہوتی بلکہ خلاف تحقیق ہے جو اقوال ذکر کیے گئے اُن سے تو یہ معلوم ہوا کہ باجماع اہل سنت کسی کی تکفیر نہیں کیگئی مگر بعض نے اختلاف ان

اگرچہ اس کے لیے تکفیر اہل قبلہ کا عظیم الشان مسئلہ طے ہونا چاہیے مگر اس مناظرہ میں اس کا
طے ہونا دشوار ہی بلکہ اس کے لیے علحدہ رسالے کی ضرورت ہے۔ مگر مختصر اکچھ لکھتا ہوں۔ یہ
کہنا کہ جو بدعت مکفرہ کا قائل ہو اسکے پیچھے نماز جائز نہیں ہی اسکی کیا وجہ ہے یہی وجہ
ہی کہ ایسی بدعت کے ماننے سے وہ کافر ہو گیا اور کافر کے پیچھے نماز جائز نہیں ہی۔ اب میں
کہتا ہوں جو شخص ایسی بدعت کا قائل ہو جو کفر کی حد کو پہونچ گئی ہو اُسے کافر سمجھنا اسطرح
کہ اسلام سے خارج ہو گیا تحقیق کے خلاف اور غلط ہے اکابر محققین خصوصًا امام اعظم
ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رض کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے اور بہت کتب
عقائد اور فقہ اور شروح حدیث میں امامین موصوفین کا یہ مقولہ مذکور ہی۔ لا نکفر احدًا
من اهل القبلة۔ (یعنی کسی اہل قبلہ کی ہم تکفیر نہیں کرتے) اس مقولہ میں کوئی قید نہیں ہے
بلکہ اسی شرح عقائد میں اور بعض اور کتابوں میں عام اہل سنت کا یہ قاعدہ اور امر مسلم
بیان کیا گیا ہی کہ کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے تسکین قلب کے لیے بعض کتابوں کی عبارتیں
مع ترجمہ نقل کرتا ہوں۔

عارف باللہ علامہ ابن ابی جمرہ بہجۃ النفوس میں متعدد جگہ اس قاعدہ اہل سنت کو نقل
کرتے ہیں ایک جگہ یہ عبارت ہے۔ (۱) وقد تقدم ان قاعدة اهل السنة انهم لا يكفرون
ولا يخلدون احدا من اهل الملة (یعنی یہ امر گذر چکا ہی کہ بلا شبہ اہل سنت کا یہ قاعدہ ہے
کہ وہ کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے اور ان میں سے کسیکو دائمی جہنمی نہیں بتاتے)

(۲) شرح عقائد جلالی میں ہے:۔

ستفترق امتي اي امة الاجابة ثلاث وسبعين فرقة كلها في النار من حيثما	میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے اُن میں سے سوا ایک کے سب جہنم میں جائیں گے بدعقیدہ ہونیکی وجہسے اب رہنا

لکھتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن کا یہ مذہب ہے اور ہمارے اکثر اصحاب یعنی حنفیوں کا بھی یہی مذہب ہے کہ کسی کی تکفیر نہیں کرتے اور امام شافعی صاحب سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور حاکم نے منتقی میں حضرت امام ابو حنیفہ رح سے نقل کیا ہو کہ وہ کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے اور امام کرخی وغیرہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے ۔ مولٰنا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اسوقت کے علما جو بات بات پر تکفیر کا فتوے دیکر مسلمانوں میں عداوت پیدا کر دیتے ہیں کیا ان کی نظر اِن ائمہ کے اقوال پر نہیں ہے اپنے آپکو سنی حنفی کہتے ہیں اور پھر امام ابو حنیفہ رح کے خلاف اور دوسرے اکابر حنفیہ کے مخالف کہہ رہے ہیں اگر ان اقوال پر نظر نہیں ہے تو پھر کیا علم کا دعوے ہے اور اگر نظر ہے اور پھر اکثر اہل سنت ائمہ کے صریح خلاف انکا عمل اور قول ہے تو ہم انھیں کیا سمجھیں انصاف سے فرمائیے۔

آپنے شرح مواقف وغیرہ میں دیکھا ہوگا کہ تکفیر کی ابتدا کس سے ہوئی کسی اہل سنت نے اسکی ابتدا نہیں کی بلکہ اول معتزلہ نے اہل سنت کی تکفیر کی جسکو یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسوقت کے نیچریوں نے اول تکفیر شروع کی پھر مجسمہ نے اہل سنت اور معتزلہ دونوں کی تکفیر کی استاد ابو اسحٰق اسفرائینی مالکی رح نے یہ کہا کہ جو ہماری تکفیر کرتا ہو ہم اس کی تکفیر کرینگے اور جو ہماری تکفیر نہیں کرتا ہے ہم اسکی تکفیر نہیں کرتے پھر سید شریف فرماتے ہیں۔ لنا مسلک ما اعتمادنا عند نا وهوان لا نکفر احداً من اهل القبلة یعنی سید صاحب چونکہ محقق سنی حنفی ہیں اسلیے معتزلہ اور مجسمہ کے قول کو بھی رد کرتے ہیں اور ابو اسحٰق مالکی کے قول کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ہم حنفیوں کے نزدیک مختار یہ ہے کہ ہم کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے یعنی کوئی ہماری تکفیر کیا کرے مگر ہم کسیکی تکفیر نہیں کرتے۔ مولوی صاحب کہیے کہ اسوقت میں جو مسلمانوں کی تکفیر کا بیڑا اٹھا

گیا ہے: یہ قول صحیح او معتمد اسی کو لکھا ہے کہ اہل قبلہ کافر نہیں ہیں۔ چنانچہ قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں کہ تاویل کرنے والے کے کفر میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ مسامرہ میں ہے۔

(۳) قد وقع بین ائمتنا خلاف فی اکفار الفرق المخالفۃ لنا من اھل القبلۃ کالمعتزلۃ وغیرھم والمعتمد عدم تکفیرھم۔

اہل قبلہ میں جو فرقے ہمارے مخالف ہیں جیسے معتزلہ وغیرہ انکی تکفیر میں ہمارے اماموں میں اختلاف ہے اور قول معتبر اور لائق اعتماد یہی ہے کہ وہ کافر نہیں ہیں۔

(۴) ابن عرس حاشیہ شرح عقائد میں لکھتے ہیں کہ۔

لان المعتزلۃ والشیعۃ والمجسمۃ والکرامیۃ واضرابھم من اھل القبلۃ والفرق الاسلامیۃ والتحقیق عدم الاکفار علی ما حقق فی المطولات۔

معتزلہ اور شیعہ اور مجسمہ اور کرامیہ اور مثل ان کے اہل قبلہ اور اسلامی فرقوں میں ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ ان میں سے کوئی کافر نہیں ہے۔ چنانچہ بڑی کتابوں میں اسکی تحقیق بیان کی گئی ہے۔

(۵) علامہ قاضی عضد الدین اپنی نادر کتاب مواقف میں لکھتے ہیں۔

المخالف للحق من اھل القبلۃ ھل یکفر ام لا جمھور المتکلمین والفقھاء علی انہ لا یکفر احد من اھل القبلۃ۔

اہل قبلہ میں سے جو مخالف حق ہے آیا وہ کافر ہیں انکی تکفیر کیجائے یا نہیں۔ اسکا جواب قاضی صاحب دیتے ہیں کہ جمہور متکلمین اور فقہا اسپر ہیں کہ کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہ کیجائے ان میں کوئی کافر نہیں ہے۔

(۶) علامہ سید شریف جرجانی مواقف کی شرح میں اول حضرت شیخ ابو الحسن اشعری کا قول نقل کرتے ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسلمانوں میں اختلاف ہوگیا اور مختلف فرقے بن گئے لیکن اسلام ان سب کا جامع ہے اور سبکو شامل ہے یعنی اختلاف سب کچھ ہوا مگر کسیکو کافر نہ کہینگے سب مسلمان ہیں۔ اسکے بعد سید شریف

اور کلمہ شہادت کا اقرار دلی اخلاص سے کرتا ہو: کافر نہیں ہے جنت میں ضرور جائیگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ باتفاقِ اہلِ سنت تمام کلمہ گو رافضی۔ خارجی۔ معتزلی وغیرہم کافر نہیں ہیں

(۹) علامہ سخاوی الفیہ کی شرح میں امام ممدوح کا قول روضہ سے اسطرح نقل کرتے ہیں

جمهور الفقهاء من اصحابنا وغيرهم لا يكفرون احدا من اهل القبلة۔

ہمارے اصحاب میں اکثر فقہاء وغیرہ کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔

(۱۰) علامہ عبدالوہاب شعرانی یواقیت میں فرماتے ہیں۔ کہ:۔

كان ابو المحاسن الروياني وغيره من علماء بغداد قاطبة يقولون لا يكفر احد من اهل المذاهب الاسلامية لان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال من صلى صلوتنا واستقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا فله مالنا وعليه ما علينا (يواقيت)

ابو المحاسن وغیرہ تمام علماء بغداد فرماتے ہیں کہ اسلامی فرقوں میں سے کسی کی تکفیر نہکیجائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف توجہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھاوے اُسکی اور ہماری ایک حالت ہے یعنی وہ مسلمان ہے۔

(۱۱) اسکے بعد شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رح سے علامہ ممدوح نقل کرتے ہیں:۔

اعلم يا اخي وفقني الله واياك ان الاقدام على تكفير المؤمنين عسير جدا وكل من في قلبه ايمان يعظم القول بتكفير اهل الاهواء والبدع مع قولهم لا اله الا الله محمد رسول الله فان التكفير امر عظيم الخطر والخطاء في قتل مسلم ارجح في الاثم

اے بھائی خوب جان لے کہ مسلمانوں کے کافر کہنے پر پیش قدمی کرنا نہایت دشوار ہے جسکے دل میں ایمان ہے وہ مبتداعین کے کافر کہنے کو بہت بھاری چیز جانیگا۔ باوجودیکہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ رہے ہیں کیونکہ کافر کہنا ہولناک امر اور نہایت خطرناک شے ہے غلطی سے ایک مسلمان کا خون کر دینا

ہیں اور اُنھوں نے معتزلہ وغیرہ کے علاوہ اکثر اہلِ سنت کو بھی کافر بنا دیا وہ علانیہ معتزلہ یعنی نیچریوں کے پیرو اور اہلِ سنت احناف کے مخالف ہوئے یا نہیں معاف کیجے ہم کا ایک ذرا امر کا ذکر آگیا اگرچہ مفید ضرور ہے۔ اب اصل دعوے کے ثبوت میں پھر اور پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو۔

(۷) امام نووی صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

المذهب الصحيح المختار الذي قاله الاكثرون والمحققون ان الخوارج لا يكفرون كسائر اهل البدع۔

مذہب صحیح جسکو اہلِ سنت اور محققین نے اختیار کیا ہے یہ ہے کہ خارجی کافر نہیں ہیں جیسا کہ اور مبتدعین کافر نہیں ہیں"

امام ممدوح کے کلام سے ظاہر ہوا کہ بعض اہلِ قبلہ کی تکفیر میں اختلاف ہے مگر صحیح قول یہی ہے کہ کوئی اہلِ قبلہ کافر نہیں ہے اور اکثر اکابر کا یہی قول ہے۔

امام ممدوح دوسری جگہ اسطرح تحریر فرماتے ہیں:۔

(۸) ان مذهب اهل السنة باجمعهم من السلف الصالح واهل الحديث والفقهاء والمتكلمين على مذهبهم من الاشعريين ان اهل الذنوب في مشية الله تعالى وان كل من مات على الايمان ويشهد من قلبه مخلصا بالشهادتين فانه يدخل الجنة

(شرح مسلم)

بلاشبہ سلفِ صالح اور اہلِ حدیث اور فقہاء اور جو متکلمین انکے طریقے پر ہیں تمام اہلِ سنت کا یہ مذہب ہے کہ گنہگار اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہیں چاہے وہ بغیر عذاب کے بخشدے اور چاہے عذاب کے بعد [illegible] دے۔ اور جو ایمان پر مرجائے اور اخلاص قلبی سے شہادتین کا اقرار کرتا ہو وہ بلاشبہ جنت میں جائیگا۔

اِس قول میں اتفاق اہلِ سنت کا اس امر پر بیان کرتے ہیں کہ جو کوئی ایمان پر مرجائے

ہیں دُوسرا امام ترمذیؒ جو امام ابو المنصورؒ کے پیرو ہیں۔ یہ بزرگ جو غالباً نصف دُنیا
کے مقتدا ہیں۔ وہ اہل قبلہ کی تکفیر کو کسقدر بھاری اور مہتم بالشان خیال کرتے ہیں
کہ اللہ اکبر کامل مسلمان کو دیکھا سُنا گیا کہ آخر وقت میں ایمان پر ثابت قدم رہنے اور کلمہ
پڑھنے پر گواہ حاضرین کو کرتے ہیں امام ابو الحسنؒ اس کی جگہ حاضرین کو اسپر گواہ کرتے
ہیں کہ میں نے کسی کی تکفیر نہیں کی اس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک اہل
قبلہ کی تکفیر نہایت عظیم الشان گناہ تھا جسکی بازپرس اللہ کے روبرو ہوگی کیا اُنکے
وقت تک کسی بدعت مکفرہ کا وجود نہ تھا اور کوئی اہل قبلہ اُسکا قائل نہ ہوا تھا اگر تھا
تھا اب انکار کرینگے تو میں اُس وقت کی ایسی ایسی بدعتوں کو دکھا دونگا جو اسوقت مکفرہ
قرار دی گئی ہیں یا اُن کی مثل ہیں یا شناعت میں اُن سے بھی زیادہ ہیں۔ مولانا خدا کے
لیے انصاف فرمایئے کہ جب ہمارے اکابر تمام اہل قبلہ کو مسلمان کہہ رہے ہیں اور اہل سنت
کا اسپر اتفاق بیان کر رہے ہیں اور اُن کی تکفیر سے ہمکو نہایت ڈرا رہے ہیں تو کیا دیدہ و
دانستہ جو کلمہ گو اہل قبلہ ہیں اُنکی تکفیر سے ہم پرہیز کریں اور انھیں مسلمان نہ سمجھیں اور
اسکے ساتھ جو تکفیر کے درپے ہو اور تھوڑے سے خلاف میں کفر کا فتوے تیار کرے اس
کو گمراہ نہ خیال کریں کیا اسمیں شبہ ہے کہ اُس نے اکابر اہل سنت کے طریقے کو چھوڑ دیا ہے
اور خطرناک رستہ اختیار کیا ہے۔

علامہ سندھی مسند امام اعظم رح کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

(۱۴) روی ابو یعلی عن سفیان | ابو یعلی امام سفیان رح سے روایت کرتے ہیں کہ ابوسفیان
قال سألت جابرًا هل کنتم تدعون | نے حضرت جابر سے دریافت کیا کہ آپ کسی اہل قبلہ
احدًا من اهل القبلة مشركًا | کو مشرک کہتے ہیں حضرت جابر نے جواب دیا کہ

من ترك قتل الف كافر - (یواقیت) | زیادہ گناہ ہو ہزار کفار واجب القتل کے چھوڑ دینے سے"

چونکہ مسلمان کو کافر کہدینا ایسا ہی ہے جیسا اُسے مار ڈالنا کیونکہ مرتد کو مار ڈالنے کا حکم ہے جب کسیکو کافر کہدیا تو اُسنے اُسکے قتل کا حکم دیدیا شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان کو غلطی سے کافر کہدینے میں جسقدر گناہ ہو اُسقدر ہزار کافر کے کافر نہ کہنے میں گناہ نہیں ہے شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جسکے دل میں ایمان ہو وہ کلمہ گو کی تکفیر کو نہایت بھاری شے خیال کریگا۔ حضرت ابو الحسن اشعری کی ایک حکایت لائق لحاظ ہے اسلئے ملاحظہ کیلئے پیش کرتا ہوں۔ امام احمد سرخسی حضرت ممدوح کے نہایت خاص احباب میں سے تھے وہ فرماتے ہیں - کہ :-

لما حضرت الوفاة ابا الحسن الاشعري في داري ببغداد امر بجمع اصحابه ثم قال اشهدوا علي انني لا اكفر احداً من اهل القبلة بذنب لاني رايتهم كلهم يشيرون الى معبود واحد والاسلام يشملهم ويعمهم

(یواقیت والجواهر)

حضرت ابو الحسن بغداد شریف میں میرے گھر میں تھے کہ انکے انتقال کا وقت پہنچا آپنے اپنے تمام احباب یعنی شاگرد اور مریدین سبکو جمع کرنیکا حکم دیا اور سب اکٹھا ہوئے آپنے مخاطب ہوکر سب سے فرمایا کہ گواہ رہو۔ میں کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتا کسی گناہ کے سبب سے یعنی کوئی عملی گناہ ہو یا اعتقادی میں تکفیر نہیں کرتا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وہ سب ایک معبود کو مان رہے ہیں اور اسلام میں سب شریک ہیں"

مولنا حضرت ابو الحسن رح کون بزرگ ہیں اسے آپ جانتے ہونگے۔ مسائل عقائد دینیہ جن کی تقلید کیجاتی ہے وہ دو ہی بزرگ ہیں۔ ابو الحسن اشعری اور ابو المنصور ماتریدی۔ دنیا میں اہل سنت کے دو گروہ مشہور و معروف ہیں ایک اشعریہ جو امام ابو الحسن رح کے مقلد

یہاں تک تو میں نے اکابر کے اقوال سے عموماً کلمہ گو اہلِ قبلہ کا کافر نہونا بیان کیا
اب میں چاہتا ہوں کہ مختصراً احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اسکا ثبوت
پیش کردوں تاکہ مقلد اور محقق دونوں کی تسکین ہو جائے۔

اس مضمون کی حدیثیں کہ جو شرک نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کو اور اُس کے رسول
کو برحق صدق دل سے مانتا ہے وہ کافر نہیں ہے مسلمان ہے جنت میں ضرور جائیگا
اس کثرت سے آئی ہیں کہ اُس مضمون کے حق ہونے میں کسیطرح کا شبہہ نہیں ہوسکتا
یہ مضمون رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بتواتر ثابت ہے۔ اُس رسول کریم رحمۃ
للعٰلمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس مضمون کو ایک دو طریقے سے بیان نہیں کیا بلکہ
متعدد عنوانوں اور مختلف طریقوں اور مختلف الفاظوں سے بکثرت بیان فرمایا ہے
اور کیوں نہ ہو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس ذات کریم کے مظہر ہیں جسکی
رحمت غضب پر غالب ہے اور رحمۃ للعٰلمین انکا لقب ہے۔ اگر حضور انور اپنے غلام
کلمہ گویوں کو نجات کی بشارت نہ دیتے تو حضور کی رحمۃ للعٰلمینی کا ظہور کیا ہوتا۔ اس مضمون
کی حدیثیں دو قسم کی ہیں ایک تو وہ ہیں جنمیں یہ بشارت ہے کہ جو کلمہ گو ہو اور شرک نہیں کرتا وہ
کافر نہیں ہے مسلمان ہے جنت میں ضرور جائیگا دوسری قسم کی وہ حدیثیں ہیں جنسے
ثابت ہوتا ہے کہ جہنم کی آگ اُسپر حرام ہے اور دونوں قسم کی حدیثیں مختلف عنوانات
اور متعدد طریقوں سے آئی ہیں بطور نمونہ کچھ بیان کیجاتی ہیں۔

قال معاذ الله نخرع لذلك قال من كنت تدعون احدا منهم كافرا قال لا۔	معاذ اللہ یعنی ایسا نہیں ہوسکتا حضرت جابر اس کلام کو سنکر گھبرا گئے پھر دریافت کیا کہ آپ کسی اہل قبلہ کو کافر کہتے ہیں اُنھوں نے فرمایا نہیں۔

دیکھئے کیسے اکابر اہل قبلہ کی تکفیر سے انکار کر رہے ہیں۔

[illegible] ممدوح یہ بھی فرماتے ہیں کہ:—

وقد اجمعت الامۃ من عصر النبی صلے اللہ علیہ وسلم الی یومنا بالصلوٰۃ علی من مات من اهل القبلۃ من غیر توبۃ والدعاء والاستغفار لهم مع العلم بارتکابهم الکبائر بعد الاتفاق علی ان ذلک لا یجوز لغیر المؤمنین۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج کے دن تک تمام امت محمدیہ نے اتفاق کیا ہے کہ جو اہل قبلہ سے مر جائے اگرچہ بغیر توبہ مرے اُسکے جنازہ کی نماز پڑھی جائے اور اُس کے لیے دعاے مغفرت کیجائے باوجود اس علم کے کہ یہ لوگ کبائر کے مرتکب ہوئے اور اس امر پر بھی اتفاق ہو کہ جنازہ کی نماز پڑھنا اور مغفرت کی دعا مانگنا مسلمان ہی کے لیے مخصوص ہو کافر کے لیے جائز نہیں ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تمام اہل قبلہ کے مسلمان ہونے پر اتفاق ہے۔ کیا عمل میں بُرا عمل اور بد عقیدہ دونوں داخل ہیں۔ بیٹے یہ چند قول کا بر کے آپکو دکھلائے ہیں۔ جنسے آفتاب کی مثل ظاہر ہے کہ باتفاق اہل سنت خصوصاً حنفیوں کے نزدیک کسی اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں البتہ کسی وقت بعض نے اسمیں اختلاف کیا ہے مگر وہ قول معتبر اور صحیح نہیں ہے یا مئول ہے اور اس مضمون کے بہت سے اقوال پیش ہوسکتے ہیں مگر طالب حق اور انصاف پسند کیلئے تو اسقدر کافی ہے۔

ترجمہ	حدیث
اور اُسکے رسول ہیں اور عیسیٰ اللہ کے بندے	ورسولہ وان عیسیٰ عبد اللہ
اور اُس کے رسول ہیں اور اُسکے حکم ہیں جسے	ورسولہ وکلمتہ القاھا
اللہ تعالیٰ نے مریم کی طرف بھیجا اور اللہ کیطرف	الیٰ مریم وروح منہ والجنۃ
سے وہ ایک روح ہیں جو جنت حق ہے اور جہنم حق ہے	حق والنار حق ادخلہ اللہ الجنۃ
جو ان امور کی گواہی دیگا اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں	علیٰ ماکان من العمل۔
داخل کریگا۔ کام اُن کے جیسے ہوں۔	(بخاری مسلم عن عبادہ)

جتنے اہل قبلہ کلمہ گو ہیں وہ سب امور مذکورہ حدیث کی گواہی دیتے ہیں لہذا اُنکا جنتی ہونا ثابت ہوا اور کافر نہ ٹھیرے۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہے جو تمام اہل سنت کے نزدیک قرآن مجید کے بعد ساری دینی کتابوں سے مستند اور معتبر زیادہ ہیں۔

ترجمہ	حدیث
جسنے دلی اعتقاد سے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار	(۵) من قال رضیت باللہ ربًّا
ہونے اور اسلام کے مذہب ہونے اور محمد صلی	وبالاسلام دینًا وبمحمد صلی اللہ
اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے راضی ہوا اُسکے	علیہ وسلم رسولًا وجبت لہ
لئے جنت واجب ہوگئی۔	الجنۃ (بخاری مسلم۔ ابو داؤد)

تمام اہل قبلہ کو ان امور کا دلی اقرار ہے لہذا جنت کی بشارت کے وہ مستحق ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سواری پر حضرت معاذ رض جارہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رض سے فرمایا۔

ترجمہ	حدیث
تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے حضرت معاذ رض	(۶) قال ھل تدری ما حق اللہ
نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول خوب جانتا ہے۔	علی العباد۔ قال قلت اللہ

حدیث	ترجمہ
(۱) من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ وان زنیٰ وان سرق۔ (کنز العمال عن الطبرانی)	جسنے اقرار کیا کہ معبود برحق اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہے وہ جنتی ہے۔ اگرچہ اُسنے زنا اور چوری کی ہو۔
(۲) نادِ فی الناس من قال لا الٰہ الا اللہ وجبت لہ الجنۃ۔ (کنز العمال عن ابن عساکر)	لوگوں میں پکار دو کہ جسنے اقرار کیا کہ معبود برحق اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہے اُسکے لیے جنت واجب ہو گئی۔
(۳) اَذِّنْ فی الناس من شہد لا الٰہ الا اللہ مخلصاً دخل الجنۃ۔ (کنز العمال عن ابویعلی)	لوگوں میں خبر کردو کہ جسنے خلوص اور صدق دل سے گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ جنتی ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اِس حدیث کو حضرت انسؓ کے روبرو بیان کیا چونکہ اسمیں نہایت عظیم الشان بشارت تھی خلاف اُمید کے اِسلئے حضرت انسؓ اِسکی تصدیق کے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس گئے اور دریافت کیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاذ نے سچ کہا معاذ نے سچ کہا معاذ نے سچ کہا۔ چونکہ حضرت انسؓ کو ایسے عظیم امر کی سچائی میں کسیقدر تردد تھا اِسلئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نہایت تاکید سے تین مرتبہ اُس کی سچائی کا اظہار کیا یہ تفصیل طبرانی نے روایت کی ہے۔

حدیث	ترجمہ
(۴) من شہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ وان محمداً عبدہٗ	جسنے گواہی دی کہ اللہ ہی معبود برحق ہے کوئی اُسکا شریک نہیں اور محمد [illegible]

ترجمہ	حدیث
کی ہو حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ اُسنے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔	سرق قال وان زنی وان سرق (بخاری مسلم عن ابوذرؓ)

شیخ الاسلام علامہ سبکی طبقاتِ کبریٰ میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں صرف زنا اور چوری کا ذکر ہوا اور بقیہ گناہوں کا ذکر نہ آیا اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مختصراً اشارہ کیا گیا ہو کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک وہ جو اللہ تعالےٰ کے حق سے متعلق ہیں۔ اور دوسرے وہ جو بندے کے حق سے متعلق ہیں مثلاً زنا اللہ تعالےٰ کے حق سے متعلق ہے اور چوری بندے کے حق سے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت جبرئیلؑ فرماتے ہیں تیری اُمت میں جسنے مرتے دم تک شرک نہ کیا وہ جنتی ہے اگرچہ کسی قسم کا گناہ اُس سے سرزد ہوا ہو۔ نہایت ظاہر ہے کہ اس بشارت سے کوئی اہلِ قبلہ محروم نہیں رہ سکتا کیونکہ شرک سب کے نزدیک حرام ہے۔

ترجمہ	حدیث
حضرت جابرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے لوگوں سے قتال کا حکم کیا گیا اُسوقت تک کہ وہ شرک سے باز آئیں لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہوں اور جب اسکے قائل ہوگئے تو اُنھوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو بچالیا اب اُنپر کسیطرح کا گزند نہ پہنچیگا مگر حق اسلام یعنی اسلام لانیکے بعد اگر اُسنے کسیکو مارڈالا تو یہ بھی قتل کیا جائیگا اور کسیکا مال اُس نے تلف کردیا ہو تو اُسکے مال سے دلوایا جائیگا۔ اب اگر اُسکا اسلام اور اقرار صرف زبانی ہے تو اللہ کے حوالے ہے وہ جانے	(۹۱) امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ فاذا قالوہا عصموا منی دمائہم واموالہم الا بحقہ وحسابہم علی اللہ۔ (جامع کبیر مسند امام اعظمؒ)

حدیث	ترجمہ
ورسولہ اعلم قال فان حق اللہ علی العباد ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئاً الیٰ ان قال) حق العباد علی اللہ ان لا یعذبھم۔ (بخاری)	ارشاد ہوا کہ بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اُسکی عبادت کریں اور اُسکے ساتھ کسیکو شریک نہ ٹھہرائیں پھر تھوڑا چلکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ اے معاذ تم جانتے ہو کہ اللہ پر بندوں کا کیا حق ہو اگر وہ ایسا کریں حضرت معاذ نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول زیادہ جانتا ہے ارشاد ہوا کہ بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ اُنپر عذاب نہ کرے یعنی جہنم میں نہ ڈالے اگر بندے اپنا حق ادا کریں۔
(۷) اسعد الناس بشفاعتی یوم القیمۃ من قال لا الٰہ الا اللہ مخلصاً من قلبہ۔ (بخاری)	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میری شفاعت سے وہ لوگ بخشے جاویں ہونگے جنھوں نے کمال اخلاص دلی سے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے۔

قربان ایسے شفیعِ اُمت کے اور صدقے ایسی شفقتِ عامہ کے۔ خیال رہے کہ یہ حدیثیں اُس کتاب سے نقل ہو رہی ہیں جنکی صحت پر اور جنکے اعتبار پر تمام اہل سنت کو اتفاق ہے اور قرآن مجید کے بعد اُنکا مرتبہ مانا جاتا ہے۔

حدیث	ترجمہ
(۸) اتانی جبرئیل ع فبشرنی ان من مات من امتک لا یشرک باللہ شیئاً دخل الجنۃ۔ قلت وان زنی وان	ابو ذر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھے بشارت دی کہ میری اُمت سے جو شخص مرے اور کسیطرحکا شرک نکرتا ہو وہ بہشتی ہے ابو ذر نے عرض کیا کہ اگرچہ اُسنے زنا کیا ہو اور چوری

حدیث	ترجمہ
(۱۲) ما من نفس تموت وهي تشهد ان لا اله الا الله واني رسول الله يرجع ذلك الى قلب الموقن الا غفر الله له (کنز العمال عن المؤنفہ۔ نسائی ابن ماجہ ابن حبان عن معاذ)	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے لائق نہیں ہے اور میں اسکا رسول ہوں اور یہ گواہی اُس کے دل سے نکلی ہو وہ نہ مریگا مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ اُسکو بخشدیگا

اس ارشادِ نبوی کا حاصل یہ ہوا کہ موت کیوقت جو دلی تصدیق سے شہادتین کا اقرار کرے اُس کے سب گناہ بخشے جائینگے۔ اب اسمیں کچھ قیدیں لگانا اُس ارحم الراحمین کی رحمت واسعہ کو تنگ کرنا ہے۔

یہ چند حدیثیں بطور نمونہ پہلی قسم کی بیان کی گئیں ورنہ اس مضمون کی حدیثیں اس کثرت سے ہیں کہ علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ انکا قدر مشترک تواتر کی حد کو پہنچ گیا ہے۔

ناظرین! یہ بھی خیال کریں کہ یہاں تک بارہ حدیثیں لکھی گئی ہیں ہر ایک کا عنوان اور طرز بیان علیحدہ ہے۔

اب دوسری قسم کی چند حدیثیں نقل کیجاتی ہیں جنسے ثابت ہوتا ہے کہ جو مسلمان مرا وہ جنتی ہے جہنم میں نہ جائیگا اللہ تعالےٰ نے اُس کے گوشت کو جہنم پر حرام کیا ہے۔

حدیث	ترجمہ
(۱۳) من شهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله حرم الله عليه النار۔ (ترمذی۔ مسلم۔ عن عبادہ)	جس نے گواہی دی کہ معبود برحق ایک ہے اور محمد اُس کے رسول ہیں اللہ اُسپر جہنم کی آگ حرام کردیگا۔

ترجمہ	حدیث

علامہ سیوطی نے جامع کبیر میں اس حدیث کو متواتر کہا ہے کیونکہ ۲۰ صحابیوں سے یہ حدیث روایت کی گئی ہے۔ علامہ خفاجی شفاء کی شرح میں لکھتے ہیں کہ جو اکابر اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے یہ حدیث انکی دلیل ہے۔ اور علامہ محمد عابد سندھی مسند امام اعظمؒ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت کیا جاتا ہے کہ

ترجمہ	حدیث
جو بدعتی توحید کا اقرار کرتے ہیں اور شریعت کو مان رہے ہیں وہ کافر نہیں ہیں۔	یوخذ منہ ترک تکفیر اھل البدع المقرین بالتوحید الملتزمین الشرائع
حضرت معاذ رضہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جسکا آخر کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ جنتی ہے۔	(۱۰) من کان اٰخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ (ابوداؤد)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس نے مرنے کے وقت کلمہ پڑھا وہ جنتی ہے۔ علامہ محمد سندھی کہتے ہیں کہ اگرچہ بعض روایتوں سے یہ قید ثابت ہوتی ہے مگر اکثر روایتوں میں یہ قید نہیں ہے بلکہ عام ہے خواہ موت کیوقت توحید کا اقرار کرے یا پہلے اس سے بعض محدثین نے اس عام مضمون کی حدیثوں میں یہ قید لگائی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم اسکو چاہتا ہے کہ یہ قید نہ لگائی جائے۔

ترجمہ	حدیث
زید بن خالد جہنی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا کہ لوگوں کو خوشخبری سنا دوکہ جسنے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں ہے وہ یکتا ہے کوئی اسکا شریک نہیں وہ جنتی ہے۔	(۱۱) ارسلنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابشر الناس انہ من شھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ فلہ الجنۃ۔ (طبرانی)

شیخ الاسلام علامہ سبکی نے مضمون کی حدیثوں کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ ایسی حدیثیں
کثرت سے ہیں یہ معتزلہ کی تردید کرنے والی ہیں کیونکہ وہ قائل ہیں کہ جو کبیرہ گناہ کا مرتکب
ہو وہ دائماً جہنمی ہے ۔ پھر علامہ ممدوح فرماتے ہیں کہ جس طرح یہ حدیثیں معتزلہ کی کمر توڑتی ہیں
اسی طرح ان حضرات کی کمر توڑتی ہیں جو تھوڑی سی بات پر کلمہ گویوں کو کافر بنا کر
جہنمی ٹھہرا دیتے ہیں۔ علمائے ناظرین سے بالتجا انصاف چاہتا ہوں فرمائیں کہ کون
اہل قبلہ ان صریح احادیث کی رو سے اسلام سے خارج ہے اور کون ذی علم خدا سے
ڈرنیوالا انکو کافر کہہ سکتا ہے ۔ ہاں اسکی غلطی ہو سکتی ہے - اور اسکی غلطی پر کفر قرار
دینا انصاف سے بہت بعید ہے۔

یہاں بعض صاحب یہ شبہ کرتے ہیں کہ جب توحید و رسالت کا اقرار نجات کے
لئے کافی ہوا تو اور احکام شرعیہ کس لئے ہوئے ۔ اس کے جواب میں ہم ایک جداگانہ رسالہ
پیش کریں گے انشاء اللہ مگر مختصراً یہاں بھی عرض کرتے ہیں کہ افعال شرعیہ کے بجا لانے سے
مقصود اگر تہذیب نفس۔ قرب خداوندی جنت کے مراتب عالیہ ہوں تو احادیث متواترہ
اپنے صاف و صریح معنے پر رہتی ہیں اور افعال شرعیہ کی عمدہ غرض بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔

اب وہ حدیثیں درج کرتا ہوں جن سے تکفیر کا دروازہ بند نظر آتا ہے بجز ایک صورت کے

اول حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ روایت کرتے ہیں کہ۔

(۱۰) قال ابو سعید الخدری یا رسول اللہ هل فی هذه الامة ذنب یبلغ الکفر قال لا الا الشرک. (مسند امام اعظم طبرانی)

حضرت ابو سعید خدری نے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا کہ
امت محمدیہ کی کوئی ایسا بھی گناہ ہے کہ کفر تک پہنچا دے فرمایا نہیں
مگر شرک یعنی اس امت میں اگر کوئی شرک کریگا وہ بیشک کافر ہو جائیگا
سوا اسکے اور کسی گناہ سے کافر نہ ہوگا۔

حدیث	ترجمہ
(۱۴) قال لی جبرئیل من مات من اُمتك لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة ولم يدخل النار قلت وان زنى وان سرق قال نعم (صحیح بخاری)	حضرت ابوذر رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھسے کہا کہ میری اُمت میں جو مریگا اس حال میں کہ اللہ کیساتھ کسیکو شریک کرتا ہوگا وہ جنتی ہے جہنم میں نہ جائیگا ابوذر نے عرض کیا کہ اگرچہ اُسنے زنا کیا ہو چوری کی ہو آپنے فرمایا ہاں۔ اسکی شرح پہلے ہوچکی ہے۔
(۱۵) لا یشهد احد ان لا اله الا الله وانی رسول الله فيدخل النار او تطعمه۔ (مسلم عن عبادة بن مالک)	کوئی گواہی نہیں دیگا اسبات کی کہ اللہ ایک ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں پھر جہنم میں داخل ہو یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ توحید اور رسالت کی گواہی دے اور پھر جہنم میں جائے۔
(۱۶) ان الله قد حرم على النار من قال لا اله الا الله يبتغي بذلك وجه الله۔ (بخاری ومسلم)	اللہ تعالےٰ نے اُس شخص پر جہنم حرام کیا ہے جس نے خوشنودی خدا کے لئے۔ لا اله الا الله کہا
(۱۷) یا معاذ بن جبل ما من احد يشهد ان لا اله الا الله واني رسول الله صدقا من قلبه الا حرمه الله على النار (امام احمد۔ بخاری مسلم عن انس)	اے معاذ بن جبل جسنے صدق دل سے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں اللہ نے اُس پر جہنم کو حرام کیا۔

اس مضمون کی حدیثیں کثرت سے ہیں جسکا دل چاہے صحاح ستہ۔ کنز۔ جامع الاصول اور مجمع الزوائد وغیرہ میں ملاحظہ کرے میں اس مختصر رسالے میں چند حدیثوں پر قناعت کرتا ہوں

برکات اور احادیث کے انوار سے بھی گذر جانا آپکے دل سے گیا۔ سو مجھ جواب تو یہ
ہو کہ آپکی بدعت مکفرہ سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو مان کر کبھی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے یہ امر دیگر ہے کہ
کسی غیر ضروری امر کو آپ ضروری قرار دیتے ہیں اور [illegible] کو غیر ضروری سمجھتے ہیں وہ ضروری نہ ہو اور
وہ انکار کرتا ہو یا سے عبارت ہو یہ ممکن ہو کہ جو ضروریات دین [illegible] وہ کافر ہے انکی
غرض یہ ہے کہ کافر [illegible] نہیں کہ ساری شریعت کا انکار کرے بلکہ اگر کوئی
ایک ایسے فرض کا بھی انکار کرے جو دین کا نہایت ضروری فرض ہو وہ بھی کافر ہے یہ ایک
ذہنی صورت بیان کی ہے جس میں آگے ذکر کی سند بیان کرینگے۔

مولنا صاحب ان تمام مسائل میں بہت غور کیا ہے اور بہت کتابیں دیکھی ہیں۔ تحقیق کا
دریا میرے اوپر موجزن ہے۔ آپکے اس وقت ایسی بات کی تردید کی تحقیق میں بہت کچھ
لکھ سکتا ہوں مگر یہ وقت مناظرہ کا نہیں زیادہ گنجائش نہیں ہے۔ خیر کچھ سنئے یہ جو آپ نے
فرمایا کہ جب ایک شخص بدعت مکفرہ کیوجہ سے کافر ہو گیا تو اہل قبلہ سے خارج ہو گیا شاید عوام
کے خوش کرنیکو ایسا فرمایا کہ ہم جسے چاہیں کافر بنائیں۔ اور امام اعظم رح کا یہ فرمانا کہ اہل قبلہ
کی تکفیر ہم نہیں کرتے اپنی جگہ درست ہے۔ مولنا ایسے وہی حضرات پسند کرتے ہیں جنہوں
نے برائے نام کچھ صرف و نحو پڑھی ہے یا کچھ معقول کی کتب میں ورق گردانی کی ہے اور مولنا
و مولانا بڑے بڑے القاب ان کے نام پر لکھے جاتے ہیں۔ جنکو اللہ تعالے نے علم دیا ہے
اور علمائے کاملین کی خدمت انہیں میسر ہوئی ہے وہ آپکا بالکل رد کا یا غلط فہمی کہینگے۔
ملاحظہ کیجئے اہل قبلہ کا کافر ہونا میں نے دو طریق سے ثابت کیا ہے۔ پہلے اکابر اہل
سنت کے اقوال سے پھر احادیث متواترہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

یہ حدیث صاف اسپر شہادت دیتی ہے کہ مسلمان کسی عمل اور کسی بدعقیدگی سے کافر نہیں ہوتا بجز شرک کے اور جب شرک کیا تو ظاہر ہے کہ کلمۂ لا الہ الا اللہ سے اُسنے انکار کیا گو در حقیقت مشرک ہو۔

علامہ سندھی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانی نے ایسے معتبر راویوں سے روایت کیا ہے جو احادیث صحیحہ کے راوی ہیں۔ جن حضرات کو حنفی ہونیکا دعوےٰ ہو وہ حضرت امام اعظم رح کی اس روایت کو غور سے ملاحظہ کریں۔

(۱۹) کفوا عن اہل لا الہ الا اللہ لا تکفروھم بذنب فمن کفر اہل لا الہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب۔ (طبرانی)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کلمہ گویوں سے زبان روکو انھیں کافر نکہو جسنے کلمہ گویوں کو کافر کہا وہ کفر سے زیادہ قریب ہے۔

فاضل بریلوی۔ آپ اہل قبلہ کی عدم تکفیر ثابت کرتے ہیں اور جب ایک شخص نے ایسی بدعت اختیار کی جو کفر کی حد کو پہنچی ہے تو وہ شخص کافر ہوکر اہل قبلہ سے خارج ہو گیا پھر اہل قبلہ کی عدم تکفیر سے یہ شخص کفر سے کیسے بری ہو سکتا ہے۔ اور نہایت ظاہر ہے کہ ایک شخص توہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتا ہو (نعوذ باللہ منہا) یا خدا تعالیٰ کی شان میں کوئی نقص لگاتا ہو مگر قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہو اور کلمۂ شہادت بھی پڑھ لیتا ہو تو اسکی وجہ سے مسلمان نہیں رہ سکتا مسلمان رہنے کیلئے ضرور ہے کہ ضروریات دین کا وہ انکار نہ کرے اگر ایک امر ضروری دینی کا انکار کریگا تو ضرور کافر ہو جائیگا۔ یہ مسئلہ تمام کتب دینیہ میں مصرح ہے۔

علامہ دہلوی۔ بینے اکابر کے اقوال آپکے سامنے پیش کئے۔ احادیث سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والثناء کا ذخیرہ آپکے روبرو رکھدیا مگر افسوس ہے کہ اقوال اکابر کے

کی شرح میں امام نووی سے نقل کرتے ہیں کہ۔

اتفق اهل السنة من المحدثين والفقهاء والمتكلمين على ما قاله النووي ان المؤمن الذي يحكم بانه من اهل القبلة ولا يخلد في النار لا يكون الا من اعتقد بقلبه دين الاسلام اعتقادا جازما خاليا من الشكوك ونطق مع ذلك بالشهادتين۔ عمدة القاري ج ۱ ص ۱۳

اہل سنت والجماعۃ کا اسپر اتفاق ہے کہ جو شخص دین اسلام کو صدق دل سے حق جانے اور اُس کے حق ہونے پر کسیطرح کا شک وشبہ اُسے نہو اور کلمہ شہادت کو زبان سے کہے اُسے قطعی طور پر مسلمان کہا جائیگا اور وہ شخص اہل قبلہ میں سے ہے۔ ہمیشہ جہنم میں نہ رہیگا۔ یہ مضمون علامہ ممدوح نے اول جلد میں دو جگہ بیان کیا ہے ایک جگہ کی عبارت حاشیہ پر منقول ہے

اس میں کیا شبہ ہوسکتا ہے کہ اسوقت جتنے اسلامی فرقے ہیں شیعہ سنی رافضی خارجی۔ معتزلی۔ نیچری۔ وہابی وغیرہ سب مذہب اسلام کو حق جانتے ہیں اور اُسکے حق ہونے پر اُنھیں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہے۔ اسلئے باتفاق اہل سنت یہ سب فرقے مسلمان ہیں اور اہل قبلہ میں داخل ہیں ان میں سے کسیکو ہمیشہ کا عذاب نہیں ہوگا اور یہی امر اُن حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے جو اوپر نقل کیگئی ہیں اب جو اُسکی تکفیر کرے وہ اہل سنت کے مخالف ہے۔

خوب خیال رہے۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ امام نووی اور علامہ عینی حنفی کا قول نقل کرتا ہوں۔ اور علامہ جلال الدین کا قول جو شرح عقائد جلالی سے اوپر نقل کیا گیا ہے اوس سے بھی اہل سنت کا اجماع اسپر ثابت ہے۔ ان اکابر کے اقوال سے یہ ظاہر ہے کہ اہل قبلہ یعنی جو دین اسلام کو بلا شک وشبہ حق جانتا ہے اور صدق دل سے اقرار کرتا ہے وہ کسی بدعت سے کافر نہیں ہوتا اکابر کا یہ قول سراسر

حدیثوں میں تو صاف صاف مسلمان ہونیکا مدار توحید خدا اور رسالت انبیا کے ماننے کو قرار دیا ہے جبتک اُسکے قلب میں توحید اور رسالت کی تصدیق باقی ہے اُسوقت تک یہ شخص کافر نہیں ہو سکتا باوجود تصدیق کے کوئی بدعت اُسے کافر نہیں بنا سکتی البتہ ارتکاب بدعت سے گنہگار ٹھہریگا۔ آخری دو حدیثیں جو نمبر (۱۸ و ۱۹) میں نقل کیگئی ہیں اُن سے تو صاف یہی بات ثابت ہے جو میں کہہ رہا ہوں اب اِن صاف و صریح حدیثوں میں قیدیں لگا کر رحمت الٰہی کو تنگ کیا جائے یہ میری سمجھ میں نہیں آتا اکابر اہل سنت کے اقوال صحابہ اور تابعین اور مجتہدین کے قول بھی میں نے پیش کر دیئے وہ بھی بدعت مکفرہ اور ضروریات دین کو جانتے تھے بعض متاخرین یا اب چودھویں صدی کے مجتہد بھی صرف واقف نہیں ہیں باوجود اس علم کے وہ کوئی قید نہیں لگاتے عام طور سے کہہ رہے ہیں کہ ہم کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے۔

اب یہاں دو امر لائق لحاظ ہیں ایک یہ کہ ائمہ کا یہ قول کہ ہم اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے اسکا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ اگر اہل قبلہ سے کوئی قول یا فعل ایسا ظہور میں آئے جسے کفر کہہ سکیں تو بھی ہم اُسے کافر نہیں کہینگے کیونکہ جب تک کسی نے ایسا قول نہیں کہا یا کوئی کام ایسا نہیں کیا جو کفر کی حد کو پہنچ جائے تو وہ قطعی مسلمان ہے پھر اُس کی نسبت یہ کہنا کہ ہم اُس کی تکفیر نہیں کرتے مہمل ہے۔

دوسرا امر یہ ہے کہ اہل قبلہ اکابر اہل سنت کی اصطلاح ہے ہمارے آپ کے گھر کی بنائی ہوئی بات نہیں ہے تاکہ جسے چاہیں اہل قبلہ سے خارج کر دیں اور جسے چاہیں داخل کر لیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اُنھیں اکابر کے کلام میں اسکی شرح دیکھیں تاکہ اُس کے معنی خوب ظاہر ہو جائیں۔ اب ملاحظہ کیجئے علامہ عینی صحیح بخاری

ذٰلك من استفراغ وسعه مجتهدًا في | معذور ہے۔
طلب الحق، فهو غير مستحق للعقاب،

فقہا کی یہ توجیہ حضرت امام ابوحنیفہ کے قول کے بالکل مطابق ہے اور اس کی شرح
بھی اس بیان سے ہوجاتی ہے یعنی امام صاحب کا یہ قول کہ ہم کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے
اسکا یہی مطلب ہے کہ اگرچہ اس سے کوئی بات مکفرہ بھی پائی جائے تو بھی ہم اسکی تکفیر نہیں
کرتے۔ الحاصل فقہا اور محدثین کے کلام سے بلکہ باتفاق اہل سنت یہ ثابت ہوا کہ اہل قبلہ
اگرچہ ایسی بات کو مانتے ہوں کہ جو کفر کی حد کو پہنچی ہو تب بھی کافر نہیں ہوتا۔ اب اگر کوئی ان کا بر
کے خلاف مذہب پیش کرے یا ان کے کلام میں تحریف معنوی کرکے عوام کو سمجھا دے
تو میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیوں ایسا کرتا ہے کیا امت محمدیہ کی قلت اسے پسند ہے یا طبیعت
اسکی خود پسند اور رشک آمیز ہے کہ وہ نہیں چاہتا کہ بجز میرے اور میرے چند ہمخیالوں
کے کوئی دوسرا جنت میں جائے۔ مگر میں نہایت زور سے کہتا ہوں کہ اہل قبلہ نبی الرحمۃ
کی امت اور رحمۃ للعالمین کے غلام ہیں غیرت الٰہی اور رحمت خداوندی انہیں ہرگز نہ چھوڑیگی
اور اپنی آغوش میں لیکر جنت میں داخل کریگی۔ ارشاد خداوندی اسکا صاف مصدق ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ (یعنی اے محمد پکار کر کہدو کہ اے
میرے گنہگار بندو میری رحمت سے ناامید نہ ہو اللہ کل گناہوں کو بخشتا ہے بلاشبہ وہی بڑا بخشنے والا
اور مہربانی کرنیوالا ہے" یہ تمام بشارت اہل قبلہ کے لیے ہے۔

یہ امر تو ثابت ہو لیا کہ محققین اہل سنت اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے جنھوں نے
کسی کسی کو کافر کہا ہے اُسکا مطلب بھی ظاہر ہو گیا۔ الغرض یہ مطلب انکا نہیں ہے کہ وہ

اُن حدیثوں کے مطابق ہے جو دیدہ کو ہوئیں۔ جو اکابر اس امر کے قائل ہیں کہ اگر کوئی مسلمان بدعت مکفرہ کا قائل ہو جاوے تو بھی حدیث کی روایت اُس سے جائز ہے چنانچہ امام فخرالدین رازی محصول میں اور امام ابن ہمام تحریر میں اور علامہ بیضاوی منہاج میں اسکی تصریح کرتے ہیں اور اسکو مذہب حق کہتے ہیں۔ علامہ سخاوی الفیہ کی شرح میں لکھتے ہیں

حکی الخطیب فی الکفایة عن جماعة من اہل النقل والمتکلمین ان اخبار اہل الاہواء کلہا مقبولة وان کانوا کفارا او فساقا بالتاویل	کفایہ میں خطیب متکلمین اور اہل نقل کی ایک جماعت سے نقل کرتے ہیں کہ تمام مبتدعین یعنی اہل قبلہ کی روایت مقبول ہے اگرچہ وہ کافر یا فاسق ہوں بسبب تاویل کے۔

ان اقوال سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بدعت مکفرہ کے ماننے سے کافر نہیں ہوتا کیونکہ اگر کافر ہو جاتا تو حدیث کی روایت اُس سے ہرگز جائز نہوتی جس امر کو میں یہاں بیان کر رہا ہوں کتب فقہ میں اسکی تصریح موجود ہے یعنی باوجود بدعت مکفرہ ماننے کے کافر نہیں ہوتا چنانچہ علامہ زین الدین بحر الرائق میں اور علامہ شلبی حاشیہ تبیین الحقائق میں بعض اہل قبلہ کی تکفیر نقل کرکے لکھتے ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ بعض اہل قبلہ کو یہاں کافر کہا گیا باوجودیکہ امام ابوحنیفہ رح اور امام شافعی رح کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے اسکی وجہ یہ ہے کہ

واعلم ان الحکم بکفر من ذکرنا من اہل الاہواء مع ما ثبت عن ابی حنیفة والشافعی من عدم تکفیر اہل القبلة من المبتدعة کلہم محملہ ان ذلک المعتقد نفسہ کفر فالقائل بہ قائل بما ہو کفر وان لم یکفر بناءً علی کون قولہ	کافر کہنے سے یہ غرض نہیں ہے کہ وہ کافر ہو گیا بلکہ یہ مطلب ہے کہ جس امر کا یہ اعتقاد رکھتا ہے وہ کفر ہے اگرچہ یہ کافر نہیں ہوا اس وجہ سے کہ اسنے طلب حق میں پوری کوشش کی اب جو کچھ سمجھ میں آیا وہ کہتا ہے

والزاجر- انتہی مختصراً-

سے خارج ہو گیا-

علامہ شیخ محمد عابد سندھی شرح مسند امام اعظم میں لکھتے ہیں-

قال طاؤس قلت لابن عباس اکافر من لم یحکم بما انزل الله فقال به کفر ولیس بکفر ینقل عن ملة الاسلام وروی عن عطاء قال هو کفر دون کفر (الی ان قال) فاطلق النبی صلے الله علیه وآله وسلم لفظ الکفر علی صنیعهم ولم یر انه کفر مخرج عن الملة فکما ان الطاعات تسمی ایماناً کذلك المعاصی کفراً لکن لا یراد بها الکفر المخرج عن الملة فعلی هذا قس کل ما ورد من لفظ الکفر فی التهدیدات-

طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے دریافت کیا کہ جو شخص احکام خداوندی کے مطابق حکم نہ کرے وہ کافر ہے؟ حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا کہ ہاں کفر ہے لیکن وہ کفر نہیں ہے جو مذہب اسلام سے خارج کر دے- اور حضرت عطا رح بھی ایسے ہی کہتے ہیں یعنی امر مذکور کفر ہو لیکن اصلی کفر کی مثل نہیں ہے بلکہ اُس سے کم مرتبہ ہے- علامہ ممدوح بعض روایت نقل کر کے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکے فعل کو کفر کہا لیکن آپ کا یہ مقصود نہیں تھا کہ یہ وہ کفر ہے جو مذہب اسلام سے خارج کر دے- محاورہ میں جسطرح نیک کاموں کو ایمان کہا جاتا ہے اسیطرح گناہ کے کاموں کو کفر کہا جاتا ہے لیکن اس سے یہ مقصود نہیں کہ وہ مذہب اسلام سے خارج ہو جاتا ہے- مقام تنفیہ میں جہاں کہیں لفظ کفر بولا گیا ہو اُسکے یہی معنی سمجھنا چاہییں-

---

بعض نے کفر سے مراد کفرانِ نعمت لیا ہے چنانچہ ملا علی قاری فقہ اکبر کی شرح میں لکھتے ہیں

واعلم ان ما جاء فی کلام الامام وغیره من علماء الانام من تکفیر القائل بخلق القرآن فمحمول علی کفران النعمة لا کفر المخرج عن الملة

معلوم کر لو کہ امام نے یا دوسرے علمائے کرام نے خلقِ قرآن کے قائل کو کافر کہا ہے اُس سے مقصود کفرانِ نعمت یعنی ناشکری ہے وہ کفر مراد نہیں ہے جسکی وجہ سے اسلام سے خارج ہو جاتا ہے

اسلام سے خارج ہوگئے کافروں کی مانند انھیں سمجھا جائے۔

مولٰنا فرمایئے اب تو اکابرین کوئی کلمہ گو کو اسلام سے خارج کرنیوالا نہیں رہا خوب سمجھکر اسکا اقرار کیجئے اور اگر اب بھی آپ کی سمجھ میں نہیں آیا تو اور ملاحظہ کیجئے۔ جو عبارتیں اوپر نقل کیگئی ہیں اُن سے یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ ہمارے سلف ائمہ کرام اور محققین اہل سنت کے کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے اور جو کہتے ہیں انکا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہوگئے اُن سے عداوت اور دشمنی ایسی ہی کرنی چاہیے جیسی کفار مشرکین سے بلکہ علمار نے اُسکا مطلب کئی طور سے بیان کیا ہے۔ ایک مطلب تو وہ ہے جو ابھی بحر الرائق وغیرہ سے نقل کرچکا ہوں۔ دوسرا یہ ہے کہ جنھوں نے کافر کہا ہو اُس سے مقصود شدت اور اظہار ناخوشی ہے اسوجہ سے کہ وہ اپنی فاحش غلطی سے نہایت بڑی بدعت میں مبتلا ہے۔ علامہ عبد الوہاب شعرانی یواقیت میں اِسکی تصریح کرتے ہیں اور فرماتے ہیں جنھوں نے بعض اہل قبلہ کو کافر کہا ہو وہ بطریق شدت اور اظہار سختی کے کہا ہے اسوجہ سے کہ اُن سے نہایت ظاہر غلطی ظاہر ہوئی اور بہت بڑی بدعت کے وہ قائل ہوئے مختصر قول انکا نقل کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو۔

ومن سماهم كفرة فانما ذلك على سبيل التشديد والتغليظ لما هم عليه من الخطاء الفاحش والبدع الشنيعة فشبهه ذلك بالكفر۔ كما ورد فى الحديث المراء فى القرآن كفر ومن ترك الصلوة متعمدًا فقد كفر ونحو ذلك فانه كله ورد على وجه التغليظ

یہ کافر کہنا انکا ایسا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرآن میں جھگڑنا کفر ہے یا یہ کہ جسنے قصدًا نماز کو ترک کیا وہ کافر ہوگیا اسیطرح اور حدیثیں ہیں اس قسم کی کل حدیثیں بہ غرض تنبیہ اور زجر کے آئی ہیں اُس فعل سے ڈرانا مقصود ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ شخص اسلام

شفیع المذنبین کی شان اس سے اعلیٰ اور اشرف ہو کہ انکا ماننے والا دائمی عذاب میں رہے اگرچہ وہ شامت نفس یا غلط فہمی سے کچھ برائی کا مرتکب ہو گیا ہو۔

آپکا یہ کہنا کہ ایک شخص توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتا ہو یا اللہ کی ذات میں کوئی نقص لگاتا ہو وہ ضرور کافر ہے۔ مولانا اگر واقع میں کوئی ایسا کرتا ہے تو ہم اُسے دس مرتبہ کافر کہنے کو تیار ہیں مگر یہ تو فرمائیے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ جو شخص رسول کی رسالت کو مان چکا ہو اور جس ذات مقدس کو خدا تعالیٰ کا مقبول و محبوب اور اپنا ہادی تسلیم کر چکا ہو وہ اُسکی توہین اور تحقیر کرے۔ کوئی عقل سلیم اسکو باور نہیں کر سکتی ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جس ذات مقدس کو ایک شخص اپنا پیشوا اور رہنما جانے اُس کی توہین کرے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص نے ایک نیتی سے کوئی بات کہی مثلاً جو امر حق اُس کے نزدیک ہے وہ ثابت کرتا ہے اب دوسرا شخص اُس کے کلام سے توہین ثابت کرے اگرچہ توہین کا خطرہ بھی اُسکے قلب میں نہیں ہے اگر ایسی توہین واقعی توہین قرار دیجائے اور اُسپر کفر کا حکم لگایا جاوے تو اکابر سلف اور اسوقت کے علما شاید کوئی کفر سے بچے میرے خیال میں تو کسی نہ کسی توہین کا الزام ضرور ہو سکیگا بعض امور مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں بنظر انصاف ملاحظہ کیجیے۔

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ جو اہل قبلہ کی تکفیر کرے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بعض اُس ذات مقدس کے ماننے والے اور آپکی نبوت کے تصدیق کرنیوالے جنت کا منہ بھی نہ دیکھینگے بلکہ ہمیشہ جہنم میں رہینگے اس میں کیا شبہہ ہے کہ جتنے اہل قبلہ ہیں وہ سب حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کتاب العالم والمتعلم میں ایسا ہی ارشاد فرماتے ہیں مقصود انکا یہ ہے لیس احد الخ یزعم من الناس انہ یوحد اللہ تعالیٰ ویومن بجملۃ ما دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنقعتہ

کہئے مولنا آپکے مسلم الثبوت علما کافر کہنے والوں کا مطلب کس صفائی سے بیان کر رہے ہیں اب تو آپکی سمجھ میں آیا خیر ایک قول وہ بھی ملاحظہ کریئے۔ اسوقت درمختار فقہ حنفی میں بہت مشہور کتاب ہے اُس کے مصنف نے خوب فیصلہ کر دیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ

یجوز المناکحۃ المعتزلۃ لانا لا نکفر احدًا من اھل القبلۃ وان وقع الزامًا فی المباحث۔ (درمختار)

معتزلہ سے مناکحت درست ہے یعنی اُن سے بیٹی لینا اور انھیں دینا دونوں جائز ہے کیونکہ ہم کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے اگرچہ حالت بحث میں بغرض الزام کسیوقت ایسا ہوا۔

یعنی اصل مذہب اور محقق مسئلہ یہ ہے کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے اب اگر کسی کو کافر کہا ہو وہ الزامًا کہا ہے یہ غرض نہیں کہ وہ واقع میں اسلام سے خارج ہے۔ لیجئے جناب کافر کہنے والے صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے بحث کے وقت کہہ دینا اور بات ہے۔ اب انصاف کیجئے کہ جب کافر کہنے کے معنی خود فقہا اور محدثین بیان کر رہے ہیں اور صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ کفر سے مراد یہ نہیں ہے کہ اسلام سے نکل گیا اب اُس سے دشمنی ایسی ہی رکھنا چاہیئے جیسے کافر سے رکھنے کا حکم ہے۔

یہ امر تو پہلے ثابت ہو لیا تھا کہ محققین اہل سنت کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے اب یہ ثابت ہوا کہ جنھوں نے کافر کہا ہی انکا مقصود بھی درحقیقت کافر کہنا نہیں ہے حاصل یہ ہے اکابر اہل سنت کا اتفاق ہے کہ اہل قبلہ کافر نہیں ہیں اس نفیس تقریر میں اگر انصاف سے غور کیا جائے تو تمام اکابر اہل سنت کے کلام میں مطابقت بھی ہو جاتی ہے اور خدا کی رحمت وسیع نظر آتی ہے اور اُس کے حبیب پاک کی عظمت کا نقشہ ہمارے سامنے ہو جاتا ہے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رحمۃ للعلمین کا کلمہ پڑھتا ہو اور انھیں اللہ کا رسول برحق جانتا ہو وہ خدا کی رحمت سے ہمیشہ کے لئے محروم رہے اُس حبیب کبریا

موضوع	بیان
قصداً کبیرہ گناہ کا ہونا	اہل سنت کے نزدیک نبوت سے پہلے تو ہر طرح کا گناہ قصداً اور سہواً تو نہیں آسکتا ہے اور نبوت کے بعد کبیرہ گناہ سے انبیا معصوم ہیں اگرچہ غیر ممکن نہیں ہے۔ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ انبیا سے کبیرہ گناہ کا ہونا غیر ممکن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک انبیائے کرام قصداً گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں اسپر معتزلہ بہت کچھ کہہ سکتے ہیں اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ جسطرح امکانِ کذب سے خدا تعالی کی ذاتِ مقدس میں نقصان ثابت کیا جاتا ہے۔ اسیطرح یہاں امکان معصیت سے انبیا کی توہین ثابت کیجائیگی۔
سہواً کبیرہ گناہ کا ہونا	اکثر اہل سنت کے نزدیک نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد ہر وقت میں سہواً گناہ کبیرہ ہو سکتا ہے مگر معتزلہ کے نزدیک ہر وقت میں انبیائے کرام علیہم گناہوں سے ہر طرح معصوم ہیں اسیطرح جو اہل سنت انبیاء کو سہو و نسیان سے پاک سمجھتے ہیں وہ بھی اس مسئلہ میں معتزلہ کے موافق ہونگے غرضکہ جمہور اہل سنت پر توہین کا الزام ہوسکیگا اگر اسوقت کیطرح توہین کو عام کیا جائیگا۔
صغیرہ گناہ کا قصداً یا سہواً ہونا۔	اختلاف ماتریدیہ کا مذہب ہے کہ انبیا سے صغیرہ گناہ قصداً اور سہواً ہر طرح ہو سکتا ہے چنانچہ ابو المنصور ماتریدی فقہ اکبر کی شرح میں لکھتے ہیں کہ انبیا کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں صغیرہ گناہوں سے معصوم نہیں اور اسکی دلیل یہ بیان فرماتے ہیں۔ لان اللہ تعالی اثبت لهم مقام الشفاعة فلو عصموا عن الصغائر لوقع الضعف فی مقام الشفاعة الخ۔ یعنی

اور حضرت علامہ امانۃ الموت نہایت مشہور اور مقبول قول ہے آپ کے غلاموں کا دائمی جہنم میں رہنا باعث ہے آپکی توہین سے حضرت شیخ اکبر فتوحات میں فرماتے ہیں کہ سید العالمین افضل المرسلین کے لئے نہایت عار ہے کہ انکا امتی ہمیشہ کے عذاب میں رہے بعض کتب[۱] عقائد میں لکھا ہے تکفیر اہل القبلۃ کفر یعنی اہل قبلہ کو کافر کہنا کفر ہے اُس سے پوری تائید اس شخص کی ہوتی ہے کیونکہ تکفیر اہل قبلہ درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر ہے اسلئے اہل قبلہ کی تکفیر کفر ٹھہری جن حضرات کو اہل قبلہ کے کافر بنانیکا شوق ہے وہ اپنی براءت میں جو توجیہیں کریں بنظر حق طلبی اور انصاف پسندی وہ دوسروں کی تکفیر کے وقت سوچیں کہ اس قسم کی توجیہیں یہاں ہو سکتی ہیں یا نہیں اگر اُن کی سمجھ میں نہ آئیگا تو ہم دکھا دینگے انشاء اللہ۔

(۲) امام ابو المظفر اسفرائنی اور بعض متکلمین کا یہ مذہب ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غفلات اور سہو و نسیان سے پاک ہیں اور جمہور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ فھم فیہ کغیرھم من البشر یعنی انبیا سہو و نسیان میں مثل اور انسانوں کے ہیں اور صحیحین کی حدیث صریح سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔ مسامرہ وغیرہ کتب عقائد ملاحظہ کیجئے۔ یہاں جمہور اہل سنت پر توہین کا الزام ہو سکتا ہے اگر توہین کو ایسا عام کردیا جائے جیسا اسوقت کے بعض اہل علم کرتے ہیں اور تکفیر کا غل مچا رہے ہیں۔

(۳ و ۴ و ۵) انبیا علیہم السلام کے معصوم ہونے میں کئی طرح سے اختلاف ہوا ہے جن میں بھی اہل سنت پر توہین کا الزام ہو سکتا ہے اگر اسوقت کی طرح توہین کو عام کیا جائے۔

نقشہ ذیل ملاحظہ کیجئے

---

[۱] چنانچہ علامہ سید جلال الدین نے دلائل المسائل میں لکھا ہے ۱۲۔

کی غلط فہمی کیوجہ سے ہیں یا تعصب کیوجہ سے امر حق اُنھیں نظر نہیں آیا اسیطرح آپ کے
الزامات بھی اُن سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتے اتنا فرق توہے کہ وہ الزامات دوسرے
فرقوں کی طرف سے ہیں اور آپ اہل سنت ہوکر اہل سنت کو ذبح کر رہے ہیں۔ ان سب
الزامات کا مختصر جواب یہ ہے کہ انبیاے کرام کی عظمت اور تقدس جو قطعی طور پر شریعت
الٰہی سے ثابت ہوا اُسکے خلاف کہنا یا ماننا بلاشبہ توہین ہے اور جو تقدس کسی انسان
کے فہم نے قرار دے لیا ہے اُس کے خلاف اگر دوسرا کہے تو وہ کسیطرح توہین واقعی
نہیں ہو سکتی یہ الزامات اور وہ الزامات جن سے آپ حضرات مسلمانوں کو اسلام سے
خارج کر رہے ہیں اسی قبیل کے ہیں تفصیلی بیان کیلئے ہم بہت کچھ کہہ سکتے ہیں مگر سمجھ والیکو
اسقدر کافی ہے اور اگر آپ نہ سمجھینگے تو بفضلہٖ ہم دفتر سیاہ کرنیکو حاضر ہیں باقی رہا امر حق کا آپکے
دل میں اُتار دینا یہ ہادی مطلق کے اختیار میں ہے۔ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔

یہ پانچ مثالیں تو نمونہ کے لیے توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذکر کیگئیں

اب چند مثالیں تنقیص کی بیان کی جاتی ہیں

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک میں جو نقص لگائے اُس کے کفر میں بھی کسی مسلمان کو تامل
نہیں ہو سکتا مگر حقیقت میں وہ نقص ہو اور کہنے والے کی نیت اُس کے مطابق ہو اگر
در اصل نقص نہیں ہی بلکہ قصور فہم سے یا اُسکا مقصود تو کچھ اور بیان کرتا ہے اب غلط فہمی
سے یا تعصب سے اُس کلام سے نقص نکالا جاتا ہے ایسے نقص تو بہت نکلینگے جنسے نہ اکابر
اہل سنت بچ سکینگے نہ اسوقت کے موجودہ علماء۔ پھر سبکو کافر بنا کر جنت کو مسلمانوں سے
خالی کر دیجئے اب چند مثالیں اُسکی بھی سُن لیجئے۔

(۱) یہ امر ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں قوت دی ہے جس سے یہ نیک اور بد ہر طرح کے

صغیرہ گناہ کا قصداً یا سہواً ہونا

اللہ تعالےٰ نے انبیاء کے لئے مقام شفاعت عنایت کیا ہے اگر وہ صغائر سے بھی معصوم ہوں تو اُن کی شفاعت میں ضعف لازم آئیگا کیونکہ جو کسی مصیبت میں مبتلا نہیں ہوا اُسے کسیکی مصیبت پر رحم نہیں آئیگا۔ اس دلیل پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء سے صغائر گناہ کا ہونا ماتریدیہ کے نزدیک ضرور ہے۔ شافعیہ میں امام الحرمین کا بھی یہی مذہب ہے۔ اہل سنت کا گروہ کثیر یہ کہتا ہے کہ انبیا ہر طرح کے گناہ سے معصوم ہیں مگر بعض صغیرہ گناہ غلطی اور نسیان سے ہو سکتے ہیں شیعہ کا مذہب ہے کہ انبیاء کرام ہر وقت کبیرہ اور صغیرہ ہر ایک گناہ سے پاک ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس سے انبیاء کرام کا نہایت تقدس ثابت ہوتا ہے اسلئے شیعہ اہل سنت پر اور خصوصاً حنفیوں پر توہین انبیاء کا الزام لگا سکتے ہیں اور لگاتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ وہ نفوس مقدسہ جنکو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کا ہادی بنایا انپر کسیوقت گناہ کا خیال کیا جائے اور کہا جائے کہ اُن سے گناہ ہو سکتا ہے یا ہوتا ہے یہ اُن کی توہین ہے اور بالخصوص یہ کہنا کہ قصداً بھی وہ گناہ کر سکتے ہیں یا کرتے ہیں۔

حاضرین اور سامعین معلوم کرلیں کہ میں نے یہ چند الزام توہین کے نمونے کے طور پر اسلئے بیان کئے ہیں کہ جسطرح اسوقت میں بعض علماء جو اہل سنت پر توہین وغیرہ کا الزام لگاکر مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر رہے ہیں یہ نئی بات نہیں ہے بلکہ شیعہ۔ رافضی معتزلہ وغیرہ کا حملہ اہل سنت پر پہلے سے رہا ہے انھیں کی سنت اسوقت کے بعض اہل علم ادا کر رہے ہیں اور انھیں گمراہ گروہوں کے یہ حضرت پیرو ہیں۔

مولوی صاحب! خوب یاد رکھیئے جسطرح مذکورہ الزامات شیعہ وغیرہ کے بعض

بلکہ اُس نقص کا ماننا بہت ضروری سمجھ رہے ہیں کہ اُس کے نہ ماننے والے کو کافر کہتے ہیں آپ پہلے یہ کہہ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں جو نقص ثابت کرے اُسے کافر کہنا چاہئے اب فرمائیے کہ ہم آپ کو کیا کہیں آپکا معبود تو آپکو کافر بناتا ہے مگر ہم نہ کہینگے

فاضل بریلوی۔ شاید آپنے رسالہ دوصد تازیانہ اور تنزیہ الرحمٰن نہیں دیکھا ورنہ ایسا نہ کہتے۔ امتناع کذب اگر نہ مانا جاوے تو امکان کذب ماننا ہوگا۔ جو اُس ذات مقدس کے لئے نہایت عیب ہے۔ جسکو اِن دونوں رسالوں میں خوب ثابت کیا ہے

علامہ دہلوی۔ یہ تو آپنے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہہ چکے ہیں۔ اے بھائی جھوٹ پر قادر ہونے سے کوئی عیب لازم نہیں آتا البتہ امتناع کذب ماننے سے خدا تعالیٰ کی قدرت پر بڑا عیب ثابت ہوتا ہے جسکو ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ آپنے دو رسالونکا حوالہ دیا ہے اوّل دوصد تازیانہ سے اسکے تو نام سے ظاہر ہو کہ کسی عالم کا تصنیف یہ رسالہ نہیں ہے کوئی معمولی شخص ہے جسکو کچھ جھگڑا قائم کرنے اور رسالہ بازی دکھا کر عوام اہل اسلام کو اپنی طرف متوجہ کرنا اور اپنی بڑائی ثابت کرنا منظور ہے۔ دوسرا رسالہ البتہ کسی عالم مہذب کا معلوم ہوتا ہے مگر اسکا جواب بھی ہوگیا ہے جسکا نام [illegible] تقدیس [illegible] ہے جسمیں [illegible] انکا حوالہ دیا گیا ہے جس میں بدیہی طور سے دکھایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت میں آپ نہایت نقص مان رہے ہیں۔ اب اگر ایسی بدیہی باتسے بھی آپ انکار کریں تو بحث کرنا فضول ہے۔

(۲) اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے اگرچہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو افعال ناشایستہ بندہ کرتا ہے اُسکا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے بندے کو اُسکے کرنے کی قدرت اُسی نے دی ہے شیعہ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ ناشایستہ افعال

کام کر سکتا ہے مگر اس قوت اور قدرت کی وجہ سے یہ کسی مدح اور الزام کا مستحق نہیں ہو سکتا
ہاں جسوقت اس قدرت کو کام میں لائیگا اُسوقت یہ شخص تعریف یا الزام کا مستحق ہوگا یعنی اگر
نیک کام کیا تو مدح کے لائق ہوگا اور اگر بُرا کام کیا تو الزام کا مستحق ہوگا اور باوجود ہر طرح کی
قوت کے اگر یہ بُرے کام سے بچے اور نیک کام کیے تو نہایت مدح کے لائق ہے اور جمہور
اہل سُنت نے جو انسان کو فرشتوں پر فضیلت دی ہے اُ کی وجہ یہی ہے۔ بعض علما یہ
کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو انسان کا خالق اور قادر مطلق ہے وہ بعض ایسے کاموں پر قادر نہیں ہے
جنھیں انسان ضعیف البنیان کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔ یہ بات سنکر ہمارے بھائی متعجب
بلکہ متحیر ہونگے اور کہینگے کہ کوئی مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے عالم کیا جاہل کی زبان سے بھی ایسا
لفظ نہیں نکلیگا۔ بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان جسکی نسبت ارشادِ خداوندی ہے کہ
خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا (یعنی انسان ضعیف پیدا کیا گیا) وہ ایک کام کو کر سکے
اور قادر مطلق نہ کر سکے استغفر اللہ۔

ہمارے بھائیوں کا یہ تعجب بجا ہے کہ اُن کو حقیقت حال نہیں معلوم۔ مولانا اب
فرمایئے کہ اسوقت جو امتناعِ کذب اور امکانِ کذب کا جھگڑا نہایت زور شور سے
ہو رہا ہے اور بعض علماء امتناعِ کذب کو ثابت کر رہے ہیں اور بعض امکانِ کذب
کو۔ جو حضرات امتناعِ کذب کو مان رہے ہیں اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ
جھوٹ پر قادر نہیں ہے باوجودیکہ انسان اُسپر قادر ہے۔ جو الفاظ اسوقت اس مطلب
کے لیے شائع ہو گئے ہیں اُنکو عوام کم علم نہیں سمجھتے۔ مگر اسمیں کوئی شبہہ نہیں ہو
کہ مطلب اسکا یہی ہے جو میں نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپکا مسلک بھی یہی ہے
ذرا انصاف کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں کتنا بڑا نقص صریحًا آپ مان رہے ہیں

کہ ضروریات دین کسے کہتے ہیں اور وہ کتنے امور ہیں بغیر اسکی شرح کے آپ جسے
چاہینگے اسے ضروریات دین میں داخل کرکے اس کے منکر کو کافر کہدینگے۔

فاضل بریلوی۔ اس کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے اُسکے الفاظ سے اُس کی
شرح ہو رہی ہے۔ ضروریات دین یعنی وہ امور جو دین میں نہایت بدیہی اور ظاہر امر
ہیں۔ ہر شخص انھیں جانتا ہے۔

علامہ دہلوی۔ آپنے ایسی بات کہی جس سے عوام دھوکے میں پڑ سکتے ہیں۔ بہت
باتیں عوام میں بعض جگہ ایسی رائج ہوگئی ہیں کہ وہاں کا ہر ایک شخص انھیں دینی امر خیال کرتا ہے
حالانکہ بعض کام تو انھیں ایسے ہیں کہ دین سے انھیں کچھ تعلق نہیں ہے بلکہ وہ محض بدعت
ہیں بعض ایسے ہیں کہ اگرچہ انھیں دینی کہا جائے مگر اُسکا منکر کافر نہیں ہو سکتا اسکی تفصیل
بہت بسط کو چاہتی ہے۔ آپتو کچھ کہتے نہیں ہیں ہر جگہ گول بات کہکر خاموش ہو جاتے ہیں
یہاں میں زیادہ نہ کہونگا علامہ بحر العلوم لکھنوی فرنگی محلی رہ کا قول منار کی شرح سے نقل
کرکے کچھ آپسے دریافت کرونگا اُس سے ضروریات دین کی شرح معلوم ہو جائیگی اور یہ
بھی معلوم ہو جائیگا کہ اہل قبلہ ضروریات دین کے منکر نہیں ہیں بشرطیکہ آپ غور کریں
اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دیں۔ علامہ ممدوح کی عبارت یہ ہے۔

"بدانکہ از جملہ فرائض آں فرائض اند کہ ضروری شدند کہ بداہتہ ہر کس معلوم ست کہ
اینہا در دین محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت اند و منکر ایں ضروری دینی البتہ کافر ست
زیراکہ او جاحد دین محمدی شد۔ و اگر فرض قطعی چنیں باشد کہ احتمال غیر اصلا نباشد یعنی قطعی
بمعنی اخص باشد لکن بدرجہ بدیہہ جلیہ نرسیدہ باشد پس منکر آں اگر مؤول ست اگرچہ تاویل
وے رکیک و خلاف قاطع ست لکن بجہت خفاء دلیل آں بروے و فساد نظر وے

کی نسبت کسی ایسے اُمر فی ذات مقدس کی طرف کرنا اُس ذات میں عیب لگانا ہے
اگر کفر کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور بندے کو اُس کے ماننے کی قدرت بھی اُسی نے
دی ہے تو ظاہر ہے کہ جو شے لذاتہٖ قبیح ہے یعنی اُس کی ذات میں بُرائی ہو اُسے وہ
وجود میں لایا پھر یہ کہ انسان کو اُس پر قادر بنایا اور اُسکے اختیار کرنیکا سبب ہوا یہ
سب نقائص ہیں کیا وجہ ہے کہ ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اُس ذات
مقدس کی تنقیص نہ قرار دی جائے۔ جو حضرات امکانِ کذب ماننے والیکو یعنی اِس
کہنے والے کو کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ پر قادر ہے کافر کہیں اِس بناء پر کہ خدا کی ذات میں
عیب لگاتا ہے اور جو یہ مان رہا ہے کہ کفر کو اللہ ہی وجود میں لایا اور اُسی نے بندے کو
اُس کے اختیار کرنیکی قدرت دی اُسے آپ کچھ نہ کہیں بلکہ سچا مسلمان اہلِ سُنت
سمجھیں۔ ذرا امکانِ کذب کو ایکطرف رکھئے اور ان نقائص کو ایکطرف رکھئے پھر انصاف
سے دیکھئے کہ کسطرف نقص کا ثبوت زیادہ ہے ہر ایک منصف مزاج بے تامل
کہدیگا کہ اگر امکانِ کذب میں ایک حصہ نقص مانا جائیگا تو اِسطرف دس حصے سے بھی
زیادہ ماننا ہوگا۔

الغرض اِس قسم کی توہین اور تنقیص کے الزامات ہمیشہ سے ہوتے رہے ہیں اب
بھی نافہم نفس پرست حضرات اہلِ حق کو اس قسم کے الزامات دیتے ہیں اور اہلِ حق
اعرض عن الجاھلین پر عمل کر کے سکوت اختیار کرتے ہیں۔ اِن الزاموں کا جواب
وہی ہے جو ہم توہین کے ذکر میں بیان کر آئے ہیں۔ اِس بیان کو اب میں طول نہیں دیتا
اِسقدر جواب کے لیے کافی ہے۔

آپکا یہ کہنا کہ جو شخص ضروریاتِ دین کا منکر ہو وہ کافر ہے یہ صحیح ہے مگر یہ تو فرمایئے

مولوی صاحب کے کلام سے ثابت فرماتے ہیں کہ وہ کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔ اب فرمائیے کہ
غیر مقلدین وغیرہ میں کونسی بات زیادہ ہوگئی جو آپ انھیں کافر کہتے ہیں۔

علامہ بحر العلوم اگرچہ ضروریات دین کے منکر کو کافر کہتے ہیں مگر ان کے کلام سے
یہی ظاہر ہے کہ کوئی اہل قبلہ کافر نہیں ہے کیونکہ کوئی اہل قبلہ ان فرائض قطعیہ کا منکر
نہیں ہے جنکا انکار کفر ہے۔ بلکہ دوسرے فرائض کے منکر ہیں جنکا انکار کفر نہیں ہے
[illegible] جب علامہ ممدوح کے زمانے تک کوئی اہل قبلہ ضروریات دینیہ
کا منکر نہیں ہوا تھا۔ تو اسکے بعد اہل قبلہ میں کونسی بات زیادہ ہوگئی ہے اور وہ ایسی بات
کہ کفر کی حد کو پہنچ گئی ہو۔ اس سے پہلے اس وجہ کی کونسی بات اہل قبلہ میں نہ تھی اس کا
کا جواب صاف دیجئے تاکہ ضروریات دین کی حقیقت کھل جائے۔ اور سب پر ظاہر
ہوجائے کہ آپ جو غیر قطعی ہو کو قطعی بناکر اس کے منکر یا مؤول کو کافر کہدیتے ہیں یہ آپ
کی نہایت زیادتی ہے بلکہ آپ بموجب حدیث نبوی کے خود کافر بنتے ہیں۔ کیونکہ علامہ
ممدوح کے کلام سے ظاہر ہے کہ مؤول کافر نہیں ہے گو وہ امر قطعی یعنی اخص کا منکر ہو اور
اسکی تاویل کیسی ہی رکیک اور دوسرے امر قطعی کے خلاف کیوں نہ ہو۔ اور آپ تو امور
غیر قطعیہ کو عوام کی نظروں میں قطعی دکھا کر اسے کافر بناتے ہیں مگر چونکہ وہ عند اللہ کافر
نہیں ہے اسلئے وہ کفر جو آپکے دل وزبان سے نکلا ہے وہ حدیث کی رو سے آپ
پر لوٹتا ہے۔

چونکہ آپ حضرات بحر العلوم کو بلکہ ان کے خاندان کو مانتے ہیں اسلئے صرف
انکا قول بغرض اختصار پیش کیا گیا اگر انکار کرینگے اور علامہ ممدوح کی شان میں کچھ کہینگے
تو ہم دوسرے اکابر کے کلام سے ثابت کرنیکو حاضر ہیں۔

انکار پیدا شدہ کافر نگردد بسبب این انکار در مذہب صحیح۔ لہذا ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم اہل مذہب باطلہ را کافر نمیگویند با وجود آنکہ منکر قاطع اند فرض قطعی را انکار سیکنند شیخ اکبر الشیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالے سیفرماید کہ تکفیر احدے را از اہل قبلہ نمیکنم مادام کہ متشبث است بکتاب وسنت لیکن منکر این قطعی فاسق ست البتہ فوق فسق کنندہ کبائر در عملیات واما انکار فرض قطعی را کہ مبنی تا طلع احتمال است کہ ناشی از دلیل محتمل باشد ولیکن باحتمال کہ غیر ناشی از دلیل ست پس منکر آن اگر بتاویل اجتہادی گشتہ بزعم آنکہ این محل اجتہاد است نہ کافر ست ونہ فاسق اگرچہ خاطی باشد واگر انکار کند بدون تاویل اجتہادی او فاسق است۔ انتہی۔

اس عبارت میں علامہ ممدوح نے تین قسم کے فرض قطعی بیان کئے ہیں۔ پہلی قسم کو ضروری اور بدیہی کہا ہے جسکا فرض ہونا ہر مسلمان جانتا ہے اور اسی قسم کے منکر کو کافر کہتے ہیں۔ دوسری اور تیسری قسم کے منکر کو کافر نہیں کہتے۔ باوجودیکہ قطعی ہونے میں سب شریک ہیں۔ اب آپ تینوں قسم کے فرائض کو علیحدہ علیحدہ بیان کرکے دکھلائیے اور ہر ایک کی مثالیں بیان کردیجئے تاکہ ہر شخص سمجھ لے کہ اس قسم کے فرض کا منکر کافر ہوجاتا ہے اور اس قسم کے فرض کا منکر کافر نہیں ہوتا بلکہ بعض کا منکر فاسق بھی نہیں ہوتا یہ امر تو آپ کو اس کلام کی رو سے ضرور ماننا ہوگا کہ بعض نصوص قطعیہ ایسے ہیں کہ اُنکے انکار سے مؤول کافر نہیں ہوتا اور بعض سے کافر کیا فاسق بھی نہیں ہوتا۔ آپنے جو غیر مقلدین وغیرہ کو کافر بنا رکھا ہے تو اُنھوں نے کس فرض قطعی کا انکار کیا ہی جس سے وہ کافر ہوگئے علامہ ممدوح کے بیان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ رافضی۔ خارجی۔ معتزلی وغیرہم جتنے فرقے ہیں اگرچہ فرض قطعی کے منکر ہیں مگر کافر نہیں ہیں۔ پھر علامہ ممدوح حضرت محی الدین ابن

فاضل بریلوی - اب وقت نہیں رہا اور کتابیں بھی اسوقت میرے پاس نہیں ہیں پھر کسیوقت جواب لکھکر بھیجدونگا۔

علامہ دہلوی - یہ تو فرمایئے کہ صرف آخری بات کا جواب بھیجیگا یا اور اُمور کی نسبت بھی کچھ لکھیئےگا - میری غرض یہ ہے کہ اہل قبلہ کے باب میں جو کچھ میں نے کہا ہے اُس کے خلاف میں جو کچھ آپکو لکھنا ہو اُسے ضرور لکھکر بھیجیگا - میں امر حق کے اظہار پر ہر وقت موجود ہوں - اور جبتک آپکی طرف سے علانیہ سکوت اور عجز نہوگا اسطرف سے زبان قلم نہیں رُوکیگی انشاء اللہ تعالےٰ - مگر خدا تہذیب کو ہاتھ سے نہ دیجیگا ورنہ - جَزَآءُ سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ پر مجکو عمل کرنا ہوگا

آخر میں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ مولانا بریلوی سے تو ہرگز اُمید نہیں ہے کہ ہمارے مقابلہ میں کچھ تحریر فرمائینگے اسلئے ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ اسکے ضمیمہ میں یا جدا گانہ رسالہ میں ضروریات دین کی تحقیق طالبین حق پر ظاہر کرینگے انشاء اللہ المستعان - اب میں خدا تعالیٰ کی جناب میں التجا کرتا ہوں رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡفَاتِحِیۡنَ ۞